''میں بھاگوں گا نہیں ڈی ایس پی صاحب! اور نہ میں یہ پوچھوں گا کہ مجھے کیوں گرفتار کیا جا رہا ہے۔ چلیں' میں چلتا ہوں آپ کے ساتھ......'' میں نے تحمل سے کہا تو وہ غصے اور رعب زدہ لہجے میں بولا۔

''تم بھاگ سکتے بھی نہیں ہو۔ اگر بھاگ سکتے ہو تو بھاگ کر دکھا دو۔''

اس کا انداز مجھے چیلنج کرنے والا تھا۔ مگر میں نے خود کو ٹھنڈا رکھتے ہوئے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں سوچ چکا تھا کہ میں نے کسی قسم کی کوئی مزاحمت نہیں کرنی۔

''کہا نا...... گرفتار کر لیں مجھے۔'' میں نے کہا تو اسی غصے بھرے لہجے میں بولا۔

''یہ نہیں پوچھو گے کہ میں تمہیں کس جرم میں پکڑ کر لے جا رہا ہوں؟''

''میں نے کوئی جرم نہیں کیا' اور کوئی چاہے تو بکری چوری کا الزام بھی لگا سکتا ہے۔ آپ گرفتار کرنے آئے ہیں تو کر لیں مگر میں یہ ثابت کر دوں گا کہ میں نے یہ قتل نہیں کیا' محض مجھے پھنسایا جا رہا ہے۔ یہ آپ بھی جانتے ہیں۔'' یہ کہتے ہوئے میں نے دھیرے سے اپنا بازو چھڑا دیا اور پولیس وین کی جانب بڑھ گیا جو مجھ سے چند قدم کے فاصلے پر کھڑی تھی۔

''ہتھکڑی لگاؤ اسے......'' اس نے اونچی آواز میں اپنے کسی ماتحت سے کہا۔ اگلے ہی لمحے ایک کانسٹیبل آگے بڑھا اور اس نے مجھے ہتھکڑی لگا دی۔ میں اس کے ساتھ پولیس وین میں جا بیٹھا۔ میں نے دیکھا سوہنی گیٹ کی درز سے مجھے دیکھ رہی تھی' اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں۔ میں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے اطمینان رکھنے کو کہا' تب تک وین چل دی' اس کے آگے پیچھے گاڑیوں کا قافلہ یوں چل پڑا جیسے کسی اشتہاری مجرم یا پھر کسی دہشت گرد کو پکڑا جاتا ہے۔

جلد یا بدیر ایسا ہونا ہی تھا۔ میں چاہے لاکھ محتاط رہتا' کوئی ثبوت بھی نہ ہوتا لیکن شاہ زیب نے پھر بھی مجھے گرفتار ضرور کروانا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ یہ قتل میرے سوا کوئی اور کر ہی نہیں سکتا تھا۔ اب یہ الگ بات تھی کہ وہ مجھ پر یہ جرم ثابت کر سکتا تھا یا نہیں۔ مجھے اس کے سیاسی اثر و رسوخ اور تعلقات کا پوری طرح اندازہ تھا۔ وہ چاہے جرم ثابت کر سکتا یا نہیں لیکن قانونی شکنجے میں جکڑ کر مجھے انتہائی کمزور کرنے کی بھرپور کوشش ضرور کر سکتا تھا۔ لاشعوری طور پر میں بھی یہی چاہتا تھا کہ وہ مجھ پر الزام لگائے اور میں اس میں بری ہو جاؤں' پھر کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ سردار شاہ دین کو میں نے مارا ہے۔ اب یہ شاہ زیب سے اک نئی طرح سے جنگ تھی۔ اس نے مجھے پھانسی گھاٹ لے جانا تھا اور میں نے اسے بچ کر دکھانا تھا۔ اب یہ کیسے ممکن ہو پاتا' اس بارے میں قطعاً نہیں جانتا تھا' ہاں مگر اس جنگ کی شروعات ہو چکی تھی۔ میں اس سے کسی اور طرح کی جنگ لڑنا چاہتا تھا لیکن اس نے پہل کر دی تھی۔ پولیس گاڑیوں کا قافلہ تیزی سے چلتا چلا جا رہا تھا۔ اس وقت میں بالکل بھی یہ نہیں سوچ رہا تھا کہ اب آگے کیا ہو گا' لیکن لاشعوری طور پر مجھے پریشانی تو لاحق ہو گئی تھی۔ مقدمہ بازی میں نجانے کتنا وقت لگے' فی الحال تو ضمانت کروانے پر ہی سارا زور لگ جانا تھا۔ میں نے تمام تر سوچوں کو جھٹک دیا۔ اب جو ہونا تھا وہ ہو کر ہی رہنا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

قصبے کے تھانے میں یہ گاڑیوں کا قافلہ آ کر رک گیا۔ میرے اترنے سے پہلے ہی پولیس نفری نے مجھے گھیرا ہوا تھا۔ تاثر یہی تھا کہ جیسے کسی بہت بڑے مجرم کو گھیرے میں رکھا ہوا ہے۔ میں جانتا تھا کہ یہ مجھ پر نفسیاتی دباؤ ہے۔ اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا تھا کہ پولیس میرے بارے میں کس حد تک سنجیدہ ہو چکی ہے۔ اب یہ مجبوری میں تھا یا فرض شناسی کے باعث' میں نہیں جانتا تھا۔ مجھے اس گھیرے میں ڈی ایس پی کے کمرے میں لے جایا گیا' جو ذرا ہٹ کر تھا۔ وہی ڈی ایس پی جو رات تک ہمارے اور سردار کے درمیان سمجھوتہ کروا رہا تھا اب وہی آفیسر بنا مجھے گھور رہا تھا۔

''دیکھو جمال! کسی بھی قسم کی چالاکی یا ہوشیاری دکھانے کا مطلب اپنی موت کو آپ دعوت دینا ہوگا۔ تم پر سردار شاہ دین کے قتل کا ہی الزام نہیں بلکہ اس کے ڈیرے پر حملہ کرنے' وہاں چھ قتل کرنے کا بھی تم پر الزام ہے' کوشش کریں گے کہ ہم آج ہی تمہیں عدالت میں پیش کریں اور تمہارا ریمانڈ لے لیں۔ مجھے امید ہے کہ تم ہمارے ساتھ تعاون کرو گے۔''

''ڈی ایس پی صاحب! آپ مجھ پر جتنے چاہے الزام لگا لو یہ آپ کا اختیار ہے یا پھر آپ کی مجبوری' کیا آپ مجھے یہ بتانا پسند کریں گے کہ مجھ پر الزام لگانے والا کون ہے؟ کس نے کہا ہے کہ یہ سب میں نے کیا ہے؟''

''سردار شاہ زیب نے تمہارے خلاف ایف آئی آر درج کروائی ہے۔ نامزد پرچہ ہے تمہارے خلاف۔'' ڈی ایس پی نے کہا۔

''ٹھیک ہے جناب! اب قتل مجھ پر ڈال دیا گیا ہے' پرچہ بھی ہو گیا ہے تو میں بھگتوں گا۔'' میں نے بڑے تحمل سے کہا۔

''بس تمہیں یہی بتانا تھا کہ تم پر کیا الزامات ہیں' تعاون کرو گے تو میں تمہارے لیے نرم گوشہ پیدا کر سکتا ہوں ورنہ......'' یہ کہتے ہوئے اس نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔ اس ورنہ کہنے کے بعد بڑے معنی خیز انداز میں دیکھا تھا۔ اس کا مقصد میں سمجھ گیا تھا' وہ محض مجھے نفسیاتی دباؤ اور خوف زدہ کرنا چاہتا تھا۔ اس نے مجھے لے جانے کا اشارہ کیا تو انسپکٹر نے میرا بازو پکڑا اور باہر کی جانب لے جانے لگا۔ انہی لمحات میں پیرزادہ وقاص اسی دفتر میں داخل ہوا۔ اس نے آتے ہی ماحول کا جائزہ لیا' پھر سیدھا ڈی ایس پی کے پاس جا کر ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

''آپ جمال کو گرفتار کر کے لے تو آئیں ہیں لیکن جب تک میں اس کی ضمانت نہ کروا لوں آپ نے اس کو ہاتھ بھی نہیں لگانا' یہ نہ ہو کہ آپ اس پر تشدد کریں۔''

''آپ بیٹھیں تو سہی۔'' ڈی ایس پی نے انسپکٹر کو رکنے کا اشارہ کرتے ہوئے پیرزادہ وقاص سے کہا مگر وہ بیٹھا نہیں' کھڑے کھڑے بولا۔

''نہیں' میں بیٹھنے کے لیے نہیں آیا' بس جمال کا پتہ کرنے آیا تھا' اور یہ تصدیق کرنے آیا تھا کہ اس کی گرفتاری ڈال دی ہے یا نہیں۔''

''کیا مطلب ہے آپ کا......'' ڈی ایس نے تیوری چڑھا کر کہا۔

''مطلب یہ کہ گرفتاری ڈالیں گے تو میں ضمانت کراؤں گا' اگر آپ اس کی گرفتاری ہی نہیں ڈالتے اور رات کو...... یا کسی وقت بھی......'' یہ کہتے ہوئے اس نے اشارے سے ختم کرنے کی بات کی۔

''مطلب آپ کا یہ کہنا ہے کہ ہم اسے ماورائے عدالت قتل کر سکتے ہیں؟'' اس نے غصے میں کہا۔

''ظاہر ہے ایسا ہوتا ہے اور ہو رہا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ شاہ زیب نے ہمدردی کی آڑ میں کہاں تک رسائی حاصل کر لی ہے۔ محض الزام

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پر آپ نے اسے گرفتار کر لیا' ایسا کیسے ہو گیا؟" پیرزادہ وقاص نے کافی حد تک غصے میں کہا تو ڈی ایس پی نے تحمل سے کہا۔

"اگر آپ یہ ساری باتیں سمجھتے ہیں تو پھر اپنی رسائی بتائیں اور دکھائیں' یہ تو اپنی اپنی ہمت کی بات ہے۔"

"ٹھیک ہے' میں کوئی آپ سے ہمدردی کی بھیک نہیں مانگنے آیا' بس یہی بتانے آیا ہوں کہ ضمانت ہو جانے تک آپ اس پر نہ تشدد کریں اور نہ ہی ذہنی اذیت دیں گے۔" یہ کہہ کر وہ پلٹا اور سیدھا میرے پاس آ کر میرے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ "سن جمال! میں ساری بات سمجھ سکتا ہوں' میں نے اپنی کوشش شروع کر دی ہے' انہوں نے ابھی تک تمہاری گرفتاری نہیں ڈالی' اس کا مطلب ہے کہ کہیں نیت میں فتور ہے' شام ہونے تک انہوں نے اگر گرفتاری نہ ڈالی تو پھر جو مجھ سے ہو سکا میں کروں گا' تم حوصلہ رکھنا' اور آنکھیں کھلی رکھنا' باقی میں دیکھ لیتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے کہا تو وہ تیزی سے باہر کی طرف چل دیا۔ انسپکٹر نے ڈی ایس پی کی جانب دیکھا اور پھر مجھے لے کر آفس سے نکلتا چلا گیا۔

جس وقت انہوں نے مجھے گرفتار کیا تھا' اس وقت میرے ذہن میں اتنا کچھ نہیں تھا۔ پیرزادہ وقاص کے آنے تک میرے ذہن میں کہیں کہیں کچھ خدشات تھے' مگر مجھے یقین نہیں آ رہا تھا لیکن وہ آ کر ڈی ایس پی کے سامنے بات کھول گیا تھا اور مجھے ان کی نیت کا اندازہ ہو گیا۔ تب مجھے اپنی فکر ہی نہیں لاحق ہوئی' بلکہ گاؤں میں موجود اماں اور سوہنی کے بارے میں بھی خطرہ محسوس ہونے لگا۔ شاہ زیب جیسا بندہ انتقام میں آ کر کچھ غنڈے میرے گھر پر بھیج دے تو...... اس سے آگے میں نہ سوچ سکا' میرے اندر غصے کی لہر دوڑنے لگی۔ میں اس معاملے کو جس قدر آسان سمجھ رہا تھا' ویسا نہیں تھا' مجھے پولیس کے شکنجے میں کس کر وہ کچھ بھی کر سکتا تھا' میں ایک دم سے مضطرب ہو گیا۔

☆ ☆ ☆

اوگی پنڈ میں سورج غروب ہو چکا تھا۔ جسپال نے حویلی سے فون کر کے جوتی کو بتا دیا تھا کہ وہ بستروں وغیرہ کا بندوبست نہ کرے' وہ کافی دیر تک پریال سنگھ کے ساتھ حویلی میں رہا پھر واپس کوٹھی آ گیا۔ وہ مسلسل ہرپریت کو سوچے چلا جا رہا تھا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ وہ اس کے بغیر اس گھر میں تھا۔ اب تک اس نے کئی بار رانو جیت کو فون کر کے ہرپریت کے بارے میں پوچھ لیا تھا۔ ہر بار اس نے تازہ صورت حال سے آگاہ کیا تھا' جو ہنوز پہلے ہی کی طرح تھی۔ اس وقت وہ ڈرائنگ روم میں بیٹھا انہی سوچوں میں کھویا ہوا تھا کہ بنتا سنگھ اندر آ گیا۔

"ہاں کیا بات ہے بنتا سنگھ......؟" اس نے پوچھا۔

"وہ جی' باہر پنڈ سے کچھ بندے آپ سے ملنے کے لیے آئے ہوئے ہیں۔" اس نے بتایا۔

"کون ہیں؟"

"اوگی پنڈ ہی سے ہیں۔ کوئی دس بارہ بندے ہیں۔" بنتا سنگھ نے دس بارہ پر زور دیتے ہوئے کہا تو جسپال نے اس کی طرف دیکھا پھر سوچتے ہوئے کہا۔

"اچھا چلو' انہیں لان میں بٹھاؤ' میں آتا ہوں۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''جی ٹھیک ہے۔'' یہ کہہ کر وہ واپس پلٹ گیا۔ تبھی اس نے انوجیت کو تازہ ترین صورت حال کے بارے میں بتایا کہ پہلے تو کبھی یوں لوگ ملنے کے لیے نہیں آئے تھے۔

''ان سے ملو' دیکھو کون ہیں' اور بات کیا کرتے ہیں۔ پھر مجھے تفصیل سے بتانا' تبھی بات سمجھ میں آئے گی' ممکن ہے یہ بھی بلجیت سنگھ کی کوئی چال ہو۔''

''ٹھیک ہے' میں ان کی بات سن کر ہی تم سے بات کرتا ہوں۔'' جسپال نے کہا اور پھر فون بند کر دیا۔ بنتا سنگھ نے پہلے لان میں کرسیاں رکھیں' پھر ان لوگوں کو بلا لایا' جسپال انہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ مختلف عمر کے لوگ تھے۔ جیسے ہی وہ بیٹھے تو اس نے جوتی کو بلا کر کہا۔

''وہ باہر جو بندے آئے ہیں ان کے لیے کوئی مشروب وغیرہ بھیج دو۔''

''میں سوڈا بھجوا دیتی ہوں۔'' جوتی نے کہا اور کچن کی طرف چلی گئی اور وہ باہر ان لوگوں کے پاس چل آ گیا۔ اس نے ہاتھ جوڑتے ہوئے سب کو فتح بلائی اور ان کے پاس بیٹھ گیا۔ تبھی ان میں سے ایک ادھیڑ عمر بندے نے اپنا تعارف کرایا۔

''جسپال سنگھ جی' میں اوگی پنڈ میں رہتا ہوں' میں نے آپ کے باپو کو بھی دیکھا ہے' اور میرا اس سے بہت اچھا تعلق رہا ہے۔ میرا نام رام داس ہے اور میں ہندو ہوں۔'' یہ کہہ کر اس نے ساتھ آئے لوگوں کا تعارف کرانا شروع کر دیا۔ ان میں کچھ سکھ تھے' کچھ ہندو' ایک بندہ مسلمان تھا اور دو ان میں شودر تھے جو اب عیسائی مذہب اختیار کر چکے تھے اور انہوں نے باقاعدہ اپنا چرچ وہاں بنایا ہوا تھا۔ سب لوگوں کا تعارف کرا دینے کے بعد اس نے کہا۔ ''ہم لوگ آپ سے کیوں ملنے آئے ہیں' یہ سوال آپ کے ذہن میں تو ہو گا؟''

''جی' بالکل۔'' اس نے آہستگی سے جواب دیا۔

''جب آپ اوگی میں آئے تو میں سمجھ گیا تھا کہ اب کلوندر سنگھ کی نسل آگے بڑھے گی' اسے بالکل مار نہیں دیا گیا ہے۔ ہم اگر زبان سے کچھ نہ بھی کہیں' مگر ہم جانتے ہیں کہ آپ کے خاندان کے ساتھ کیا ہوا تھا۔ اور اس کا ذمے دار کون تھا' آج سے نہیں اور نہ سا کا چورا سی کے بعد سے' ہم بہت پہلے ہی سے بلجیت سنگھ اور اس کے خاندان کے مخالف چلے آ رہے ہیں۔ وہ کونسا ظلم ہے جو انہوں نے ہم پر نہیں ڈھایا' ہم غریب پہلے اس کے باپ رویندر سنگھ کے ظلم کا شکار ہوتے رہے اب وہ ہم پر مسلط ہے۔ میں سوچتا رہا کہ آپ سے ملوں' آپ کو کچھ اور نہیں تو کم از کم اخلاقی مدد ہی دوں..... لیکن ایسا نہ کر سکا۔''

''اب اتنے دنوں بعد آپ آئے.....؟'' جسپال نے پوچھا۔

''پہلے تو ہم نے یہی سوچا کہ آپ کے پاؤں یہ بلجیت لوگ لگنے نہیں دیں گے' لیکن آج جب کہ حویلی دوبارہ سے آباد ہو گئی ہے تو مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ ادھر رہیں گے۔ چاہے یہ کچھ مرضی کر لیں۔ اس لیے میں آپ سے ملنے کے لیے آ گیا۔'' رام داس نے کسی حد تک جذباتی انداز میں کہا۔

''آپ کا شکریہ کہ آپ آ گئے' میں آپ سب کو خوش آمدید کہتا ہوں۔'' جسپال نے جواباً کہا۔

''اس پنڈ کی سیاست بھی کچھ عجیب سی ہے۔ جو کچھ تھوڑا بہت دلیر ہے یا اس کے تعلقات ہیں' وہ ان لوگوں کے ساتھ شامل ہے۔ میں نے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کئی بار پنچائیت کا الیکشن لڑا مگر ہار گیا۔ غریب کی تو یہاں شنوائی ہی نہیں ہے۔ کوئی پرچہ ہو کوئی الزام ہو ہم غریبوں پر ہی لگتا ہے۔'' وہ کہتا چلا گیا۔

''کیا کرتے ہیں یہ......؟'' اس نے پوچھا۔

''اپنی حاکمیت جتانے اوران پر جبر رکھنے کے لیے وہ کچھ بھی کرتے ہیں۔ کوئی بندہ ان کے سامنے سر نہیں اٹھا سکتا۔ آپ دیکھیں آپ آئے اور آپ کے آتے ہی انہوں نے کیا کچھ نہیں کیا۔'' وہ تیزی سے بولا۔

''یہ تو ہوتا ہے رام داس۔ اگر ظلم سہنے والے نہ ہوں تو ظالم بھی نہ ہوں اور یہ بھی فطری بات ہے کہ آدمی ہمیشہ طاقت کی طرف اپنا جھکاؤ رکھتا ہے۔ پولیس ان کے ساتھ ہے تو کیا ہوا۔ اگر عوامی طاقت متحد ہو جائے تو کوئی ظالم نہ رہے۔'' جسپال نے کہا تو اتنے میں بنتا سنگھ اندر سے سوڈے کی بوتلیں ٹرے میں رکھ کر لے آیا۔ پھر اس نے فرداً فرداً سب کو دیں۔

''بات یہ ہے جسپال جی' لوگ ان کے خلاف متحد تو ہو جائیں' لیکن ان کی پہنچ دہلی تک ہے' پولیس جس کو چاہے اور جب چاہے ذلیل کر دے' اور وہ جو مرضی کر لیں' انہیں کھلی چھوٹ ہے' آپ ہی کے ساتھ جو ہوا' صاف ظاہر ہے کہ اس رات بلجیت کے غنڈوں نے آپ پر حملہ کیا' وہ اسی گاؤں کے یا ساتھ والے گاؤں سے تعلق رکھتے ہیں۔ مجھے پتہ ہے تو پولیس کو کیسے نہیں پتہ' مگر انہوں نے کچھ بھی نہیں کیا۔''

''اب نہیں کر پائیں گے رام داس' میں اب یہیں حویلی میں ہوں۔ بلجیت سنگھ یا اس کا کوئی غنڈہ کسی کے ساتھ بھی زیادتی کرتا ہے تو مجھے بتاؤ' ہم دیکھ لیں گے انہیں۔'' جسپال نے انہیں حوصلہ دیا۔

''بس جی' ہمیں کوئی حوصلہ دینے والا ہو' ہمارے سر پر ہو تو ہم بھی اپنی عزت بچا لیں۔'' رام داس نے یوں کہا جیسے وہ جسپال سے یہی بات کہلوانا چاہتا تھا۔ ایک لمحے کو تو اسے یوں لگا جیسے یہ بھی کوئی بلجیت ہی کی سازش ہوگی لیکن اگلے ہی لمحے اس نے سوچا' چلو سازش ہی سہی' کچھ ہلچل تو ہے۔ پھر وہاں آئے مختلف لوگ اپنی اپنی کہتے رہے۔ بلجیت سنگھ نے کس طرح وہاں جبر اور خوف کی فضا طاری کی ہوئی ہے۔ اس بارے میں مختلف واقعات سناتے رہے۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد وہ لوگ وہاں سے چلے گئے۔ ان کے جاتے ہی اس نے انوجیت کو ان بندوں کے بارے میں اور ان کی گفتگو کے بارے میں آگاہ کیا۔ جس پر اس کا یہی تبصرہ تھا کہ وہ واقعتاً سچ کہہ رہے ہیں۔ ہندو کمیونٹی کی وجہ سے بلجیت سنگھ اس رام داس پر کم ہی ہاتھ ڈالتا ہے۔ رام داس فطری طور پر وہاں کی چودھراہٹ چاہتا تھا کیونکہ اوگی پنڈ میں سکھ اور ہندو کمیونٹی تقریباً برابر ہی تھی۔ بلجیت سنگھ اس لیے ان پر حاکم تھا کہ ایک تو ان کا سیاسی طور پر اکالی دل سے تعلق تھا' دوسرا پنجاب میں وہ ویسے ہی ہندوؤں کو دبا کر رکھتے تھے۔ رام داس کی سیاسی وابستگی گھوم پھر کر بی جے پی سے بنتی تھی۔ اگر کانگریس سے ہوتی تو شاید اس طرح کی صورت حال نہ بنتی۔ انوجیت اور اس کی تنظیم نے کبھی اس لیے انہیں منہ نہیں لگایا تھا کہ وہ ان کی تنظیم کے خلاف تھے۔ اس نے انوجیت سے صورتحال سمجھ لی اور کوئی تبصرہ نہیں کیا۔

رات کے کھانے پر وہ اکیلا ہی تھا۔ اس نے بھوک مٹانے کے لیے تھوڑا بہت کھایا اور پھر اوپری منزل پر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ کمرے میں جاتے ہی اسے ہرپریت یاد آ گئی۔ آج اگر وہ ساتھ ہوتی تو حویلی میں جشن کا سماں ہوتا۔ اس دن حویلی پھر سے آباد ہو گئی تھی۔ ایک بار اس نے مذاق میں کہا تھا کہ جس دن حویلی دوبارہ آباد ہوئی تو ساری رات وہاں دھما چوکڑی مچائے گی۔ گاؤں کے لوگوں کو مدعو کرے گی' لڑکیاں ناچے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

گئیں' خوب کھانا پینا چلے گا' اور یہ ایک یادگار جشن ہوگا لیکن ایسا نہیں ہو پایا تھا' یادگار جشن بنانے والی' اس وقت اپنے حواسوں ہی میں نہیں تھی۔ ایک لمحے کے لیے اس کا دل کٹ کر رہ گیا۔ ہنستی مسکراتی جوانی سے بھرپور ہرپریت کا ساتھ لمحوں میں چھوٹ گیا تھا۔ اب نجانے وہ کب تک تندرست ہو کر اس کے شانہ بشانہ چل سکے گی۔ اس کے ذہن میں وہ ماضی کے منظر گردش کرنے لگے جب موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے وہ اس کے ساتھ تھی۔ وہ کتنی ہی دیر تک ہرپریت کو سوچتا رہا۔ تبھی اچانک اس کا سیل فون بج اٹھا۔ وہ کیشیو مہرہ کی کال تھی۔ اس نے ریسیو کرتے ہوئے ہیلو کہا تو اس نے تمہید باندھے بغیر کہا۔

''جسپال! تم اپنے گھر کے پچھواڑے سے یوں نکلو کہ کسی کو پتہ نہ چلے' کیونکہ سامنے کے گیٹ پر اور پھر آگے راستے پر رن ویر سنگھ کے بندے تعینات ہیں۔ ان کی نگاہوں سے بچتے ہوئے تم فصلوں کے درمیان سے سڑک تک پہنچو۔''

''ٹھیک ہے' اس کے بعد......؟''

''وہاں سڑک پر تمہیں فور وہیل جیپ ملے گی' اس میں صرف ایک ہی بندہ ہوگا' تمہارا نمبر اس کے پاس ہے' وہ تم سے رابطہ کرلے گا۔ آگے کی ساری تفصیلات وہ تمہیں بتا دے گا' فوراً نکلو۔''

''اوکے......''

جسپال نے کہا اور فون بند کرتے ہی اس نے تیاری میں پانچ سے سات منٹ لگائے۔ پھر بڑی احتیاط کے ساتھ ڈرائنگ روم میں آیا' اس وقت جوتی کچن میں تھی اور دوسرے ملازمین میں سے فقط بنتا سنگھ گیٹ پر دکھائی دے رہا تھا۔ جسپال ٹہلنے والے انداز میں کوٹھی کی پچھلی جانب گیا' ٹینس کورٹ اور سوئمنگ پول کے درمیان سے نکلتا ہوا' وہ باؤنڈری وال تک جا پہنچا۔ وہ اس کے قد سے دو فٹ اونچی تھی' اس نے ادھر ادھر دیکھا' ذرا سے فاصلے پر اسے پلاسٹک کا ڈرم دکھائی دیا' اس نے وہ اٹھایا' دیوار کے ساتھ سیدھا کر کے رکھا' پھر اس پر چڑھ کر دیوار کی ساتھ لگ گیا۔ اب دیوار اس کے سینے تک تھی۔ اس نے باہر کا جائزہ لیا تو دوسری طرف خاصی گہرائی تھی۔ وہ چند لمحے کھڑا سوچتا رہا پھر ایک دم سے اس کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ نجانے کچھ دیر بعد صورتحال کیا ہو۔ اگر واپسی بھی اسی طرف سے ہوئی تو یہاں سے چڑھنا مشکل ہوگا اور فوری طور پر کوٹھی کے اندر نہیں آسکے گا۔ اسے واپسی کا راستہ بنا کر رکھنا چاہیے۔ وہ ڈرم سے نیچے اتر آیا اور پھر اسی تلاش میں اس نے اسٹور کا رخ کیا۔ اسے یقین تھا کہ وہاں سے سیڑھی مل جائے گی۔ ذرا سی تلاش کے بعد اسے دیوار کے ساتھ رکھی سیڑھی دکھائی دی' اس نے فوراً ہی وہ اٹھائی اور دیوار کے ساتھ لگا کر اس پر چڑھ گیا۔ اسی طرح اس نے دوسری طرف سیڑھی رکھی اور نیچے اتر آیا۔ اس کے آگے فصلیں تھیں۔ اس نے سیڑھی کو دیوار سے ہٹایا' اور فصلوں کے درمیان چھپا کر رکھ دیا۔ وہ چند لمحے کھڑے ہو کر ادھر ادھر کا جائزہ لیتا رہا پھر فصلوں کے درمیان بنے کھال میں سے سیدھا چل پڑا۔ اس کا رخ سڑک کی طرف تھا۔ اس نے اپنا سیل فون ہاتھ میں کر لیا تھا تاکہ جونہی کال آئے تو وہ فون ریسیو کر لے۔ سڑک تک پہنچتے ہوئے اسے تقریباً پندرہ منٹ لگ گئے۔ وہ وہاں پر جا کر رک گیا۔ اسی لمحے جالندھر سے آنے والے راستے کی طرف سے ہیڈ لائٹس روشن ہوئیں اور تیزی سے قریب آتی چلی گئیں۔ ایک فور وہیل جیپ زن سے اس کے پاس سے گزر گئی پھر آگے جا کر ایمنوں والے راستے پر رک گئی۔ وہاں سے اس نے ٹرن لیا اور واپسی کے لیے آہستہ آہستہ چل

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پڑی اگلے ہی لمحے اس کا سیل بج اٹھا۔

''ہاں بولو......!''جسپال نے محتاط انداز میں کہا۔

''میں سڑک پر ہوں آپ کہاں ہیں سر......''دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''میں تمہیں دیکھ رہا ہوں' آجاؤ' میں بھی سڑک پر ہوں۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے فون بند کر دیا اور آگے بڑھ کر سڑک کنارے آگیا۔ تب تک جیپ بھی اس کے پاس آ گئی تھی۔ رکتے ہی دراوزہ کھلا اور وہ اس میں بیٹھ گیا۔ وہ موٹا سا نوجوان سکھ تھا' جس نے نیلی جینز' ہلکی زرد شرٹ اور سر پر سیاہ رنگ کی پگڑی باندھی ہوئی تھی۔ جیپ چل پڑی تو اس نے کہا۔

''مجھے آپ سنی کہہ لیں جی' ہم یہاں سے تقریباً دس کلومیٹر کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے' مادھور پور اس کے درمیان میں رہنا ہے' رن ویر سنگھ اس وقت اس گاؤں میں سے نکلا ہے' کہیں بھی اس سے آمنا سامنا ہو سکتا ہے۔''

اس نے کہا تو جسپال کے بدن میں سنسنی خیزی پھیل گئی۔ جس کے ساتھ ہی اس کے اندر کی وحشت عود کر آئی۔

''یہ پکا ہے کہ وہ وہاں سے نکل چکا ہے؟''

''جی' وہ نکل چکا ہے' اس نے پی ہوئی ہی' وہ یونیفارم میں نہیں ہے اور اس کے ساتھ صرف ایک آدمی ہے' وہ بھی پولیس والا ہی ہے۔ وہاں وہ ایک شادی پر گیا ہوا تھا۔'' سنی نے تفصیل سے بتایا اور پھر اپنا سارا دھیان سڑک پر لگا دیا۔ اِکا دُکا گاڑیاں اس کے قریب سے گزر کر جا رہی تھیں۔ پھر اس نے جالندھر جانے والا روڈ چھوڑ دیا اور ایک موڑ کے قریب جیپ روک لی۔ پھر اس نے سیل فون پر کسی سے رابطہ کیا۔ کچھ دیر سنتا رہا پھر فوراً ہی گاڑی اسٹارٹ کر کے سڑک بلاک کر دی۔ اس کے ساتھ ہی بولتا گیا۔

''سر جی......! اب جو سفید رنگ کی ماروتی آ رہی ہے وہ اسی میں ہے' اس کے پیچھے ہمارے بندے ہیں۔''

سنی نے گاڑی کچھ اس طرح روکی تھی جیسے اس میں کچھ خرابی آ گئی ہو' اس نے بونٹ اٹھا دیا تھا۔ جسپال نیچے اتر آیا۔ اس کی نگاہیں مادھو پور کی طرف سے آنے والی ماروتی پر لگی ہوئی تھیں کہ وہ کب دکھائی دیتی ہے۔ اگلے ہی لمحے کسی گاڑی کی روشنی دکھائی دی۔ سنی نے اونچی آواز میں کہا۔

''وہ آ گیا سر جی' الرٹ......''

یہ سنتے ہی جسپال سڑک کی دوسری جانب چلا گیا۔ اگلے ہی چند لمحوں میں سفید ماروتی تیزی سے آتی ہوئی ایک دم سے آہستہ ہو گئی اور پھر ایک لمحے میں رک گئی۔ یہ ہونا ہی تھا' سنی نے جیپ کھڑی ہی اس انداز سے کی تھی' اس اثناء میں پیچھے آنے والی کار بھی وہیں آن رکی۔ اس نے رکتے ہی زور زور سے ہارن دینا شروع کر دیا۔ بلاشبہ یہ رن ویر پر نفسیاتی وار تھا۔ اچانک رن ویر نے پسنجر سیٹ والا دروازہ کھولا اور بھنا کر کہا۔

''بند کرو ہارن...... دیکھتے نہیں ہو روڈ بلاک ہے۔''

اس پر پیچھے والی کار نے پھر ہارن دے دیا۔ وہ شدید غصے میں سنی کے پاس آیا اور چلا کر بولا۔

''تمہیں گاڑی کھڑی کرنے کی تمیز نہیں' یہ کیسے روڈ بلاک کیا ہوا ہے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اتنی دیر میں پچھلی گاڑی سے تین لوگ نکلے اور اس کی طرف آ گئے' تبھی جسپال چلتا ہوا رن ویر کے سامنے آ گیا۔ وہ اسے دیکھ کر چونک گیا۔

''جسپال سنگھ آپ یہاں......؟''

''ہاں میں یہاں۔'' جسپال نے سکون سے جواب دیا۔

''کیسے......؟'' رن ویر نے اپنے مخصوص طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

''اس لیے۔'' جسپال نے کہا اور پسٹل کا رخ ماروتی میں بیٹھے ہوئے ڈرائیور کی طرف کر کے فائر کر دیا۔ یکے بعد دیگرے چار فائر کرنے کے بعد اس نے رن ویر کے چہرے پر دیکھا' جہاں رنگ اُڑ گیا تھا۔

''یہ تم اچھا نہیں کر رہے ہو......'' اس نے پھٹی ہوئی آواز میں کہا۔

''اور تم نے ہرپریت پر فائر کر کے اچھا کیا ہے۔'' وہ ایک دم غصے میں بولا۔

''اوہ...... تو آخر بلی تھیلے سے باہر آ ہی گئی۔'' یہ کہہ کر وہ قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

''میں جانتا ہوں کہ تم اپنے ڈیپارٹمنٹ میں معصوم سانپ کے نام سے جانے جاتے ہو۔ اس لیے میں نے چاہا کہ...... تیرے جیسے گھٹیا سانپ کا شکار کروں...... اور پتہ ہے سانپ کو کیسے مارا جاتا ہے' اس پر فائر نہیں کرتے...... اس کا سر کچلتے ہیں۔'' جسپال نے دانت پیستے ہوئے کہا تو وہ طنزیہ انداز میں بولا۔

''جسپال' میں تمہیں صرف ایک موقع دیتا ہوں' آج رات یہاں سے نکل جاؤ' بلکہ کل تک یہ ملک بھی چھوڑ دو' پھر نہیں کہنا کہ میں نے تجھے خبردار نہیں کیا...... تم......'' لفظ اس کے منہ ہی میں رہ گئے تھے۔ جسپال نے پوری قوت سے پسٹل کا دستہ اس کے جبڑے پر دے مارا' ایک لمحے کے لیے رن ویر سنگھ کی آنکھوں میں سے حیرت جھلکی اور پھر دوسرے ہی لمحے وہ لڑنے کے لیے تیار ہو گیا۔ رن ویر نے دائیں ہاتھ سے جسپال کا گلا پکڑنا چاہا مگر اس نے کلائی پکڑ لی۔ پھر پسٹل سنی کی جانب اچھالتے ہوئے وہی ہاتھ رن ویر کی گردن پر ڈال دیا۔ اس کے ساتھ اسے دھکیلتا ہوا پیچھے کی طرف دھکا دے دیا۔ وہ لڑکھڑا گیا' تبھی جسپال نے دونوں ہاتھوں کا مکا بنایا اور پوری قوت سے اس کی ٹھوڑی پر دے مارا۔ رن ویر چکراتے ہوئے کولہوں کے بل زمین پر گر گیا۔ جسپال نے زوردار ٹھوکر اس کے منہ پر ماری' اس کے بعد جسپال نے اسے ٹھوکروں پر رکھ لیا۔ رن ویر کا چہرہ لہولہان ہو گیا تھا۔ وہ گھگھیانے لگا مگر جسپال نے اسے نہیں چھوڑا' یہاں تک کہ اس پر دیوانگی طاری ہو گئی۔ ہرپریت کا انتقام اُس کے اندر سے وحشت بن کر ابھرا تھا۔ رن ویر سنگھ ساکت ہوا سڑک پر یوں پڑا تھا کہ ٹانگیں کھلی ہوئی اور بازو پھیلے ہوئے تھے۔

''جلدی کریں سر جی' کوئی بھی گاڑی آ سکتی ہے۔'' سنی نے اونچی آواز میں کہا تو جسپال چونک گیا۔ اس نے پسٹل کے لیے ہاتھ بڑھایا' سنی نے دے دیا۔ جسپال نے رن ویر کے کاندھے پر رکھ کر ایک گولی چلائی' رن ویر تڑپ اٹھا۔ اس کے منہ سے بھیانک چیخ نکل گئی۔

''ہرپریت کے بیسیوں گولیاں لگی ہیں۔ پتہ چلا...... کتنا درد محسوس ہوتا ہے۔'' ''جسپال...... مجھ...... مجھے...... چھو...... چھو...... چھوڑ...... دو......'' رن ویر نے انتہائی مشکل سے کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''نہیں رن ویر...... میں اپنے دشمن کو تو معاف کر سکتا ہوں' کسی منافق کو نہیں۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے پسٹل کی نال اس کے ماتھے پر رکھ دی پھر اپنا سر نفی میں ہلاتے ہوئے بولا ''نہیں میں تجھے گولی نہیں ماروں گا۔'' یہ کہتے وہ تیزی سے اٹھا اس کے پیروں کی طرف سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا سڑک کے ایک طرف لے گیا پھر اس کو ایک درخت کے پاس لے جا کر اس کا سر جنونی انداز میں درخت کے تنے سے ٹکرانے لگا۔ خون کے چھینٹے اڑنے لگے اور پھر تڑخ کی آواز کے ساتھ اس کا سر پھٹ گیا۔ جسپال نے زوردار ٹھوکر اس کی گردن پر ماری تو ہڈی ٹوٹنے کی آواز صاف سنائی دی۔ رن ویر کی گردن ڈھلک چکی تھی۔ تبھی جسپال واپس پلٹا' سنی جیپ واپس موڑ چکا تھا۔ بعد میں آنے والے تماشہ دیکھتے رہے تھے۔ وہ بھی اپنی گاڑی میں جا بیٹھے۔ جیسے ہی جسپال جیپ میں بیٹھا' سنی نے جیپ چلا دی۔ اگلے چند لمحوں میں اس نے انتہائی رفتار کر دی۔ جسپال خود پر قابو پا رہا تھا۔ اسے احساس ہی نہیں تھا کہ جیپ کس قدر تیزی سے جا رہی ہے۔ وہ جالندھر اور نکودھر روڈ پر چڑھ چکے تھے۔ جس وقت سنی نے فون پر کام ہو جانے کے بارے میں بتایا' تبھی جسپال نے پوچھا۔

''سنی...... اب تم نے کدھر جانا ہے؟''

''میں واپس جالندھر جاؤں گا۔ میں بھی اسی شادی میں آیا ہوا تھا۔''

''او کے......!'' اس نے کہا اور خاموش ہو گیا۔ کچھ ہی دیر بعد وہی مقام آ گیا' جہاں سے جسپال جیپ میں بیٹھا تھا' وہ وہاں اتر گیا۔ سنی نے جیپ موڑی اور جالندھر کی جانب چل دیا۔ جسپال کو دور کوٹھی دکھائی دے رہی تھی۔ وہ فصلوں کے درمیان سے ہوتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ کوٹھی کی پچھلی دیوار کے ساتھ جا پہنچا۔ اسے کوئی جلدی نہیں تھی۔ وہ چند لمحے وہیں کھڑا رہا۔ پھر سیڑھی تلاش کر کے دیوار کے ساتھ لگائی' پھر وہ اسی طرح اندر چلا گیا۔ اس نے سیڑھی اٹھا کر اسٹور میں رکھی' اب گھر کے اندر جانے کا مسئلہ تھا۔ ممکن ہے جوتی نے اندر سے دروازے بند کر لیے ہوں' وہ گھوم کر صدر دروازے کی طرف گیا۔ وہ کھلا تھا' وہ اندر داخل ہو گیا۔ کچن میں روشنی تھی' وہ نگاہیں بچا کر اوپری منزل کی جانب بڑھ گیا۔

وہ نہا کر اور کپڑے تبدیل کر کے باہر آ گیا۔ خون آلود کپڑے اس نے پانی میں بھگو دیئے تھے۔ وہ پرسکون سے انداز میں اپنے بیڈ پر آ کر لیٹا تو اسے لگا جیسے ہر پریت کا اُدھار چکانے کے بعد وہ ایک انجانے بوجھ سے آزاد ہو گیا ہے۔ اسے نیند آنے لگی تھی۔ مگر وہ سونا نہیں چاہتا تھا۔ اس نے اپنا لیپ ٹاپ اٹھایا اور اسے آن کر دیا۔ جسمیندر سنگھ توقع کے مطابق آن لائن تھا۔ اس نے خود ہی مبارک باد کا پیغام بھیج دیا۔ دونوں کچھ دیر تک باتیں کرتے رہے۔ جو اشاروں کنائیوں میں ہی تھیں۔ پھر اس کے بعد وہ آف لائن ہو گیا۔ اس نے بھی لیپ ٹاپ بند کیا' لائٹ آف کی اور سونے کے لیے لیٹ گیا۔

☆ ☆ ☆

سہ پہر ہی سے میں حوالات میں بند تھا۔ میرے ساتھ چند دوسرے لوگ بھی تھے۔ ان سے باتیں کرتے ہوئے وقت کٹ جانے کا احساس ہی نہ ہوا۔ اس وقت رات گہری ہو گئی تھی۔ لیکن ابھی تک انہوں نے کھانا نہیں دیا تھا۔ میں بھوک سے نڈھال ہو چکا تھا' حیرت مجھے اس بات پر تھی کہ سوائے پیرزادہ وقاص کے ابھی تک نور نگر سے کوئی بندہ نہیں آیا تھا۔ کسی نے بھی خیر خبر نہیں لی تھی۔ نجانے کیوں میرے دماغ میں الجھن

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بڑھنے لگی تھی۔ کوئی دوسرا میرے پیچھے آتا یا نہ آتا' چھاکے نے ضرور آنا تھا۔ اس سے کچھ ہوسکتا یا نہیں مگر اس نے مجھ سے آ کر یہ ضرور پوچھنا تھا کہ وہ کیا کرسکتا ہے۔ مگر وہ بھی نہیں آیا تھا۔

سچا انسان کبھی بھی سامنے سے مار نہیں کھاتا اور نہ ہی اسے سازشی اور منافق شکست دے سکتے ہیں۔ سچا انسان اس وقت شکست سے دوچار ہو کر مار کھاتا ہے جب اس کی پیٹھ میں خنجر گھونپا جائے۔ ظاہر ہے پیٹھ میں خنجر گھونپنے والے وہی لوگ ہوتے ہیں جن پر سچا انسان اعتماد کر چکا ہوتا ہے۔ وہ بزاز ہریلا' گھناؤنا اور پرلے درجے کا گھٹیا انسان ہوتا ہے جو یہ ثابت نہ ہونے دے وہ کوئی سازش کر رہا ہے یا اعتماد جیتنے کے لیے منافقت کی انتہا پر پہنچ جاتا ہے۔ اصل میں وہ منافقت ہی کیا جس کے بارے میں پتہ چل جائے۔ بہر حال کچھ بھی ہے منافق......رانده درگاہ ہے۔

گہری رات کے سناٹے میں پورا تھانہ یوں لگ رہا تھا کہ جیسے سبھی سو رہے ہیں۔ ہر طرف سناٹا تھا' میرے ساتھ حوالات میں بند لوگ سو رہے تھے۔ تھوڑی دیر کوئی اپنا سر کھجاتا' یا پنڈلی کھجالیتا' اس کے بعد خراٹے تھے جو کم از کم وہاں زندگی کا احساس دے رہے تھے۔ میری آنکھوں میں نیند کا شائبہ تک نہیں تھا۔ میں سلاخوں کے ساتھ بیٹھا باہر کا منظر دیکھتے ہوئے اُکتا چکا تھا۔ مجھے ایک طرف جہاں یہ الجھن تھی کہ چھاکا میرے پیچھے نہیں آیا تھا' دوسری جانب مجھے یہ پریشانی بھی تھی کہ تھانے میں لا کر مجھے اب تک پوچھا ہی نہیں گیا تھا۔ بقول پیرزادہ وقاص انہوں نے میری گرفتاری نہیں ڈالی تھی۔ وہ اپنی طرف سے کوشش کر کے گرفتاری ڈلوا کر ضمانت کے لیے کوشش کر رہا تھا۔ نجانے کیوں میری چھٹی حس مجھے کسی خطرے کا احساس دلا رہی تھی۔ صورتحال وہ نہیں تھی جو مجھے دکھائی دے رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا کہ اس خاموشی کے اندر کوئی طوفان آنے والا ہے۔ قصبے کی مسجد میں لگے گھڑیال سے بارہ بجنے کا احساس ہوا تو میرے اندر بے چینی بڑھنے لگی۔ کچھ ہی دیر بعد میں وہاں سے اٹھ کر لیٹنے کے لیے کوئی جگہ تلاش کر رہا تھا کہ مجھے باہر سے سرگوشی سنائی دی۔ میں نے تیزی سے مڑ کر دیکھا تو وہ سادہ کپڑوں میں ایک کانسٹیبل تھا' جو کئی بار مجھے مل چکا تھا۔ میں تیزی سے سلاخوں کے پاس آیا تو کچھ فاصلے پر دکھائی دینے والا سنتری اپنی ڈیوٹی پر نہیں تھا۔

''تم......؟'' میرے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

''وقت بہت کم ہے......سنتری واش روم گیا ہے۔ میں اندر سے اپنا کام ختم کر کے اپنے کوارٹر کی طرف جا رہا ہوں' میں نے دیر اس لیے کی ہے کہ تمہیں پیغام دے دوں۔'' اس نے سرگوشی میں کہا۔

''پیغام......کس کا پیغام......اور کیا؟'' میں نے پوچھا۔

''رندھاوا صاحب کا پیغام ہے' انہوں نے یہ ساری کارروائی دیکھنے کو میری ذمہ داری کیا' ڈیوٹی لگائی ہے۔ خیر چھوڑ' پیرزادہ وقاص تیرے ساتھ منافقت کر رہا ہے۔ وہ ڈی ایس پی صاحب کے سامنے خواہ مخواہ شور مچا کے چلا گیا ہے' نرا ڈرامہ کر رہا ہے وہ......اب تک کاغذات میں نہ تمہاری گرفتاری پڑی ہے اور نہ ہی شاہ دین قتل کیس میں جو ایف آئی آر درج ہوئی ہے اس میں کہیں بھی تمہارا نام نہیں ہے' نامعلوم افراد کے بارے میں ہے وہ......'' اس نے آہستگی سے مجھے معلومات دیں۔

''تو پھر......کیا کرنا چاہ رہے ہیں یہ......'' میں نے تیزی سے پوچھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ایسا اسی وقت ہوتا ہے میری جان' جب ماورائے عدالت ہی بندے کو پار کرتا ہو۔ میں نے رندھاوا صاحب کا پیغام تم تک پہنچا دیا' اب تم اپنا دھیان کرلو۔'' اس نے یہ کہتے ہوئے ادھر ادھر دیکھا۔

''مطلب پیرزادہ اور شاہ زیب آپس میں مل گئے ہیں۔'' میں نے اپنے طور پر کہا تو کاندھے اچکا کر بولا۔

''مجھے تھانے سے باہر کا علم نہیں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے' میں تو شام سے تھانے کے اندر ہوں' صرف یہی دیکھنے کے لیے کہ تمہاری گرفتاری ڈالی گئی ہے یا نہیں۔ اب تم جانو اور تمہارا کام' میں جا رہا ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ یوں بن گیا جیسے میرے لیے اجنبی ہو۔ پھر بڑے ہی طنزیہ لہجے میں کہا۔ ''تم بھی سو جاؤ' اب تمہارے لیے تھانے میں کوئی بستر تو لا کر نہیں دے گا' نہیں سوئے گا تو خود بخود دو چار راتوں کے بعد عادت پڑ جائے گی۔''

اس کے عقب میں سنتری آ گیا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ اس نے بات کیوں بدل دی ہے۔

''تم لوگ اتنے وحشی ہو' کھانے تک کا نہیں پوچھتے' پیسے میں دیتا ہوں' باہر سے کچھ منگوا دو۔'' میں نے کہا تو وہ بولا۔

''باہر اس وقت تیرا باپ بیٹھا ہے ہوٹل کھول کے۔ شام کے وقت کہتا کسی کو تو وہ لا دیتا۔ اب صبح ہونے کا انتظار کر...... سو جا وہاں ایک کونے میں لگ کے۔''

تبھی سنتری نے کہا۔

''او باؤ جی' آپ جاؤ' آرام کرو جا کر' ان حوالاتیوں سے بات کرلو تو پھر ان کی بک بک ہی بند نہیں ہوتی۔''

اس نے مجھے دیکھا اور پھر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ مجھے بھوک کا احساس کچھ زیادہ ہی ستانے لگا تھا۔ لیکن جیسے ہی مجھے پیرزادے کی منافقت کا خیال آیا تو میں سب کچھ بھول کر اس بارے میں سوچنے لگا۔ مجھے یہ یقین تو تھا کہ جلد یا بدیر ان دونوں کی آپس میں صلح ہو جانے والی ہے۔ یہ بھی ممکن تھا کہ ان کی آپس میں لڑائی ہوئی ہی نہ تھی۔ صرف ہمیں بے وقوف بنانے کے لیے یہ سارا ڈرامہ کر رہے ہوں۔ بہرحال کچھ بھی تھا' یہ معلومات مل جانا کہ میری گرفتاری نہیں ڈالی گئی ہے' میرے لیے انتہائی تشویش کی بات تھی۔ وہ مجھے کسی بھی وقت یہاں حوالات سے نکال کر مار سکتے تھے۔ میری وہ رات اس ادھیڑ بن میں گزر گئی۔ وہ میرے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ اگر انہوں نے مجھے قتل ہی کرنا تھا تو یہاں حوالات میں بند کرنے کا ڈرامہ کرنے کی کیا ضرورت تھی' وہ مجھے وہیں راستے میں آسانی کے ساتھ مار سکتے تھے۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا' آخر وہ چاہتے کیا ہیں؟ یہ تو مجھے احساس ہو گیا تھا کہ انہوں نے اپنے تعلقات استعمال کر کے مجھے یہاں حوالات میں بند کروا دیا تھا۔ بات اب نچلی سطح تک محدود نہیں رہی تھی۔ سردار شاہ دین کے جہاں سیاسی تعلقات لامحدود تھے وہاں وہ ایم این اے بھی تھا۔ اس قتل کی تفتیش تو بڑے پیمانے پر ہونا تھی۔

صبح کی روشنی جب پھیلنے لگی تو میں اپنے طور پر رائے قائم کر چکا تھا کہ ان کی قاتل تک رسائی ہو یا نہ ہو' قاتل کون ہو سکتا ہے' اس بارے میں انہیں یقین ہو یا نہ ہو لیکن وہ یہ طے کر چکے تھے کہ مجھے ہر حال میں ختم کرنا ہے' اب اس کا طریقہ واردات کیا ہوگا' یہ وہی جانتے تھے۔

تھانے میں تھوڑی بہت ہلچل ہو چکی تھی۔ رات والا سنتری تبدیل ہو چکا تھا۔ میرے ساتھی حوالاتیوں کے کچھ ملنے والے ان کے لیے کھانے پینے کا سامان لے آئے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ میں نے کچھ نہیں کھایا' ایک نوجوان حوالاتی نے مجھے اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرلیا۔ میں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نے اس کے تعلق دار کو چند نوٹ دیئے کہ وہ باہر سے چائے لے آئے۔ وہ چلا گیا مگر ابھی واپس نہیں پلٹا تھا کہ تھانے میں حوالاتیوں کی گاڑی آ گئی۔ تھانے کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ سنتری نے حوالات کا دروازہ کھولا اور ہم سب کو باہر نکلنے کے لیے کہا۔ صرف دو لوگوں کو وہیں رہنے دیا' باقی سب کو ہانک کر گاڑی میں بٹھا دیا گیا۔ ہمیں قصبے سے شہر کی عدالت میں لے کر جانا تھا۔ کچھ دیر بعد گاڑی چل دی۔ میرے ذہن میں یہ الجھن بڑھنے لگی کہ جب میری گرفتاری نہیں ڈالی گئی تو مجھے جج کے سامنے پیش کیسے کیا جائے گا' اگر وہ گرفتاری ڈال چکے ہیں تو پھر رندھاوے کا پیغام کیا تھا؟ یہ سب کیا ہے مجھے کچھ بھی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ میری سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ماؤف ہوتی چلی جا رہی تھی۔ تبھی میں نے ایک دم سے ساری الجھن اپنے ذہن سے جھٹک دی۔ اب جو ہونا تھا وہ ہو کر ہی رہنا تھا۔

قیدیوں کی گاڑی قصبے سے باہر نکل آئی تھی۔ چند حوالاتی تھے' جنہیں جج کے سامنے پیش کرنے کے لیے عدالت میں لے جایا جا رہا تھا۔ وہ سب اپنی اپنی سوچوں میں گم تھے۔ میں اپنے ذہن سے ہر سوچ جھٹک چکا تھا' گاڑی ہچکولے کھاتی ہوئی آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اچانک ایک جگہ گاڑی رک گئی' پھر تیزی سے پچھلا دروازہ کھولا گیا اور ایک سپاہی اندر آتے ہی میری طرف دیکھ کر بولا۔

''چل باہر آ......''

''اگر نہ آؤں تو......'' میں نے اس کی بات کو سمجھتے ہوئے کہا' تبھی انسپکٹر کا چہرہ نمودار ہوا' وہ میری طرف دیکھ کر بولا۔

''ہم تجھے نیچے اتار لیں گے...... شرافت اسی میں ہے کہ تم خود اپنے پیروں پر چل کر آ جاؤ۔''

میں نے ایک لمحہ کے لیے اس کی طرف دیکھا اور اٹھ کر نیچے آ گیا۔ میں سمجھ گیا تھا کہ وہ مجھے مار کر یہیں کہیں پھینک دیں گے۔ تو پھر کیوں نہ لڑ کر ہی مرا جائے۔ تبھی میں نے انسپکٹر کی طرف دیکھ کر کہا۔

''تم لوگ کیا چاہتے ہو' صاف بتاؤ۔''

''ادھر دیکھو' اس نے ایک سمت اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ سڑک سے ذرا ہٹ کر فصلوں کے درمیان کچا راستہ جا رہا تھا' وہاں ایک فور وہیل جیپ کھڑی تھی' جس کے باہر پیرزادہ وقاص دونوں ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔ اس کی آنکھوں پر چشمہ تھا۔ ''جاؤ' چلے جاؤ' وہ جانے اور تم۔''

میرے سامنے ایک مزید سوالیہ نشان آن ٹھہرا تھا۔ کیوں اتنی دلچسپی لے رہا ہے مجھ میں......؟ اس وقت عافیت اسی میں تھی کہ پولیس کے نرغے سے نکل کر پیرزادہ وقاص کے ساتھ چل دوں۔ وہ کیوں دلچسپی رکھتا ہے' یہ تھوڑی دیر بعد کھل جانے والا تھا۔ میں اس کی طرف چل پڑا تو پولیس والے قیدیوں کی گاڑی سمیت چل دیئے۔ میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے بڑی گرمجوشی سے میری جانب ہاتھ بڑھایا۔

''جمال! ایک نئی زندگی مبارک ہو۔''

میں نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے پوچھا۔

''نئی زندگی' میں سمجھا نہیں۔''

''آؤ' میرے ساتھ' سکون سے چل کر بیٹھتے ہیں' پھر بات کرتے ہیں۔'' یہ کہہ کر اس نے اپنا ہاتھ چھڑایا اور ڈرائیونگ سیٹ پر جا بیٹھا۔ میں

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس کے ساتھ پسنجر سیٹ پر آیا تو اس نے جیپ بڑھا دی۔ اس کا رخ قصبے کی طرف تھا۔ پہلی بار میں نے پیرزادہ وقاص کو اکیلے دیکھا تھا' ورنہ ہمیشہ اس کے ساتھ گارڈ ہوتے تھے۔ میں وہاں سے بھاگنا چاہتا تو آسانی سے بھاگ سکتا تھا' لیکن اس کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ قصبے کی طرف چل پڑا تھا۔ میں خاموش رہا اور اسکے بات کرنے کا انتظار کرتا رہا۔ اس کی توجہ سڑک پر تھی اور وہ بڑی تیز رفتاری سے جیپ بڑھائے چلا جا رہا تھا۔ وہ قصبے سے پہلے ہی دائیں جانب ایک کچی سڑک پر مڑ گیا۔ جبکہ ہمارا گاؤں نور نگر قصبہ پار کر کے تھا۔ میں سمجھ گیا کہ وہ نہ تو اپنے گاؤں میران شاہ جانا چاہتا ہے اور نہ ہی نور نگر' وہ کوئی تیسری اور نئی جگہ تھی۔ تقریباً تین کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد ایک جنگل شروع ہو گیا۔ میں پہلے وہ علاقہ دیکھ چکا تھا' مگر یہ بات برسوں پہلے کی تھی۔ جب ہم شکار کے شوق میں ادھر آتے تھے۔ مجھے اچھی طرح علم تھا کہ جنگل کے پار دریائی علاقہ شروع ہو جاتا ہے' جنگل تقریباً ڈیڑھ کلومیٹر تھا' مگر جنگل کے سامنے سے آدھا کلومیٹر کچی سڑک جاتی تھی' جہاں گاؤں اور بستیاں آباد تھیں۔ ہم جنگل کے سامنے سے گزر گئے' وہ پھر بھی خاموش رہا۔ یہاں تک کہ پھر دائیں جانب ایک تنگ سی کچی سڑک پر آ گیا جو ایک ڈیرے پر جا کر ختم ہوئی۔ وہ حویلی نما ڈیرہ کچی مٹی سے بنا ہوا تھا۔ وہ گاڑی لیے حویلی نما ڈیرے کے اندر ہی چلا گیا۔ جیپ رکتے ہی کئی سارے لوگ آگے بڑھے۔ انہوں نے بڑے تپاک اور عاجزانہ انداز میں پیرزادہ کو سلام کیا۔ اس طرح وہ مجھ سے ملے کچھ دیر بعد انہوں نے ہمارے لیے ایک کمرہ کھول دیا' جس میں جدید طرز کے بیڈ اور دیگر سامان تھا۔ ہلکی ہلکی گرمی ہو رہی تھی' ایک ملازم نے اے سی چلا دیا' تبھی پیرزادہ جوتے اتارتے ہوئے بولا۔

''جمال ...... ! نہا لو اور فریش ہو جاؤ' اتنے میں کھانا آ جاتا ہے' وہ کھا کر باتیں کرتے ہیں۔'' پھر ملازم کی طرف دیکھ کر بولا۔ ''جمال کے لیے کپڑے لے آؤ۔''

یہ سنتے ہی وہ واپس مڑ گیا۔ پیرزادہ وقاص بیڈ پر لیٹ گیا' میں باتھ روم میں گھس گیا۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد ہم کھانے سے فراغت کے بعد چائے پی رہے تھے۔ تب اس نے بڑے سکون سے کہا۔

''جمال! تجھے پولیس کے ہاتھوں مروانے کا پلان شاہ زیب ہی کا ہے۔ اس نے ڈی ایس پی کو مجبور کر دیا کہ وہ تجھے ماورائے عدالت ہی قتل کرے۔ ڈی ایس پی نے واقعتاً تمہاری گرفتاری نہیں ڈالی' جس وقت وہ تجھے گرفتار کرنے گیا تھا' اس نے تبھی میرے ساتھ بات کر لی تھی۔ میں جو وہاں پہنچا' چیخا' چلایا' وہ سب ڈرامہ تھا۔ شام تک ڈی ایس پی نے شاہ زیب کو باور کرا دیا کہ وہ مجبور ہو گیا ہے' اب کیا کرے؟''

''کیا کہا پھر شاہ زیب نے......؟'' میں نے پوچھا تو وہ تیزی سے بولا۔

''اس نے تمہیں رات ہی کو مار دینے کے لیے حکم دے دیا تھا۔ اور شاید ڈی ایس پی رات ہی تجھے حوالات سے نکال کر مار دیتا' اگر شاہ زیب ایک دوسری طرح کی خباثت نہ دکھاتا۔''

''وہ کیا......؟'' میں نے تجسس سے پوچھا۔

''اس نے پلان یہ دیا کہ جمال کو راستے ہی میں کہیں مار کر واپس گھر لایا جائے' یعنی نور نگر اور وہیں پولیس مقابلے کا ڈرامہ کیا جائے' مطلب پولیس جمال کو گرفتار کرنے آئی مزاحمت میں وہ مارا گیا۔ اور......''

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اور..... تمہارے گھر کو آگ لگ گئی۔'' اس نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

''میرے گھر کو آگ لگ گئی؟'' میں نے تڑپتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں جمال! وہ تیرے گھر کو آگ لگا کر تیری ماں اور سوہنی کو بھی قتل کر دینا چاہتا تھا۔ مگر شاید قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔''

''یار وقاص..... ! تم صاف لفظوں میں بتاؤ۔'' میں نے اکتائے ہوئے کہا۔

''صاف لفظوں میں بات یہ ہے جمال! اس نے تمہارے قتل کا انتظار ہی نہیں کیا اور رات تمہارے گھر کو آگ لگوا دی ہے۔''

''کیا.....؟'' میں تڑپ اٹھا۔ میری نگاہوں میں میری ماں گھوم گئی۔

''لیکن..... لیکن..... پوری بات سنو..... مجھے جب ڈی ایس پی نے بتایا کہ شاہ زیب کیا چاہتا ہے' تو میں نے فوراً تمہارے دوست چھاکے کو اطلاع کروا دی۔ جس وقت شاہ زیب کے بندے تمہارا گھر جلانے کے لیے پہنچے' اس وقت تک وہ وہاں سے نکل چکے تھے۔ کہاں گئے' اس کا مجھے نہیں علم۔ لیکن میں نے ڈی ایس پی کو سختی سے منع کر دیا کہ وہ تجھے کچھ نہ کہے..... بلکہ جس طرح تمہیں لے کر آیا ہوں اسی طرح اسے واپسی کا کہہ دیا..... اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور تجھے میرے حوالے کر دیا۔''

''اماں اور سوہنی کے بارے میں کچھ پتہ چلا' چھاکا کدھر ہے۔'' میں نے تیزی سے پوچھا۔

''باوجود کوشش کے میراں سے رابطہ نہیں ہو سکا۔ تمہیں ملنے سے پہلے تک میں نے ان کے بارے میں کسی بھی اطلاع کا انتظار کیا' ادھر تمہاری طرف بھی آنا تھا۔ اس سے زیادہ میراں شاہ نہیں رک سکا' ہوسکتا ہے آج کل میں پتہ چل جائے۔'' پیرزادہ وقاص نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا تو میں بے چین ہو گیا۔

''وہ سب کیسے ہو گیا..... میرے دوست تھے وہاں..... چھاکا جان دے دیتا' پر..... ہوسکتا ہے وہ بھی..... پیرزادہ وقاص' یار مجھے ایک بار نور نگر لے چل۔ پھر میں دیکھ لیتا ہوں سب کو.....''

''میں تجھے لے جانے کو ابھی لے جاتا ہوں' مگر تو نہیں جانتا' انہوں نے بلوائیوں کی طرح تیرے گھر پر حملہ کیا ہے' اب کچھ نہیں وہاں پر..... اس نے کتوں کی طرح اپنے بندے تیرے پیچھے چھوڑ دیئے ہیں۔ اسے شاید تم نہیں' سوہنی درکار ہے' جو اس کی جائیداد کی حصہ دار بن گئی ہے۔''

''تو کیا تم جانتے ہو.....'' میں نے حیرت سے پوچھا۔

''یہ جو ڈی ایس پی ہے نا' یہ اپنا بندہ ہے' نجانے کس کوشش سے یہاں لگوایا ہے اسے' اس نے جب مجھے بتایا تو مجھے تیری اور شاہ زیب کی دشمنی کے بارے میں اندازہ ہوا۔ خیر..... اگر مجھے سوہنی کے بارے میں معلوم ہو جاتا تو میں پوری جان سے اس کا تحفظ کرتا۔''

''میں تلاش کر لوں گا اسے..... میری ماں..... چھاکا.....'' میں روہانسا ہو گیا۔

''جہاں تک میرا اندازہ ہے جمال' یہ لوگ کسی محفوظ جگہ ہوں گے' کیونکہ اس حملے سے کچھ دیر پہلے چھاکے تک اطلاع پہنچ چکی تھی۔ اب اگر قسمت نے ساتھ نہ دیا ہو تو الگ بات ہے۔'' اس نے غیر یقینی انداز میں کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''وہی تو میں کہہ رہا ہوں' میں نور نگر جاتا ہوں' وہاں جا کر ساری بات معلوم ہو جائے گی۔ اور پھر شاہ زیب نے اتنا بڑا ادھار میرے سر چڑھا دیا ہے' اسے بھی تو اتارنا ہے۔''

''میں تم سے یہ نہیں پوچھوں گا جمال کہ تم نے سردار شاہ دین کو قتل کیا ہے یا نہیں' لیکن اب تیری ان کے ساتھ لڑائی بن چکی ہے' کیا اب تو ان کے خلاف میرا ساتھ نہیں دے گا۔'' پیرزادہ وقاص نے وہ بات کہہ دی' جس کے لیے اس نے میری مدد کی تھی۔ میں سوچ رہا تھا کہ اب تک اس نے اپنے مطلب کی بات کیوں نہیں کی ہے' میں نے ایک لمحہ تاخیر کیے بنا کہا۔

''پیرزادہ...... اگر تم یہ کہو کہ میں اب پھنس گیا ہوں اور تم مجھے اس مشکل سے نکال رہے ہو' اس کے عوض تمہارا ساتھ دوں تو میرا انکار ہے' لیکن اگر دشمن کا دشمن سمجھ کر میرا ساتھ مانگو تو میں تیار ہوں۔ یہ میں نے اس لیے کہا ہے کہ تم جاگیرداروں کا کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ کب ایک دوسرے سے صلح کر کے درمیان کے لوگوں کو مسل دو۔'' میں نے صاف گوئی سے کہا تو وہ ہنس دیا۔ پھر بڑے گھمبیر لہجے میں بولا۔

''جمال...... ! سیدھی سی بات ہے' اگر اس علاقے پر میری حکمرانی ہو جاتی ہے تو مجھے اور کیا چاہیے' میں سردار شاہ دین کی سوچ اور سیاست کو نہیں پا سکتا تھا۔ مگر شاہ زیب کو تو نیچا دکھا سکتا ہوں' صاف اور سچی بات یہ ہے کہ تم اپنا انتقام لینا' میں پوری مدد میں دوں گا۔ میں اب شاہ زیب کو اپنا ہم پلہ نہیں دیکھنا چاہتا۔ اسے ختم کر دینا چاہتا ہوں' میری سیاست کچھ بھی رہے' لیکن تمہارے آڑے کبھی نہیں آؤں گا۔''

''مطلب' تم میرے ساتھ شانہ بہ شانہ کھڑے نہیں ہو گے۔ میرے حلیف کے طور پر سامنے کبھی نہیں آؤ گے۔'' میں نے اس کی بات سمجھتے ہوئے کہا تو وہ پوری سنجیدگی سے بولا۔

''یونہی سمجھ لو' اس کی ایک وجہ ہے' جسے تم بخوبی جان سکتے ہو' کچھ جگہیں' کچھ تعلقات کے دائرے اور کچھ مفادات کے مرکز ایسے ہوتے ہیں کہ بندہ مجبور ہو جاتا ہے' وہاں میں کہہ سکتا ہوں کہ میں جمال کو نہیں روک سکتا کہ میرا اس پر کوئی حق نہیں' تم سمجھ سکتے ہو نا میرے بات......''

''ٹھیک ہے' میں نے مان لی تیری بات' اب چل نور نگر۔'' میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ہم ابھی چلتے ہیں لیکن یہ ذہن میں رکھنا' اس نے اپنے باپ کے قتل میں تیری گرفتاری ضرور ڈلوانی ہے۔ وہ چاہے گا کہ تو پولیس ہی کے ساتھ ٹکرا کر ختم ہو جائے۔'' پیرزادہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''یہ ساری بعد کی باتیں ہیں' تو پہلے مجھے نور نگر پہنچا' پھر سب دیکھ لوں گا۔'' میں نے کہا اور جوتے پہن کر اٹھ گیا۔

ہمارے درمیان جو طے پانا تھا' وہ پا گیا تھا۔ دوپہر سر پر تھی۔ وہ باہر سے کچا ڈیرہ، اندر سے جدید طرز پر سجا ہوا' مجھے اچھا لگا تھا۔ میں اس علاقے میں بہت پہلے پھرتا رہا تھا' لیکن یہ حویلی نما ڈیرہ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا' صحن میں آ کر میں نے پوچھا۔

''یہ ڈیرہ کس کا ہے؟''

''چوہدری شاہ نواز کا۔'' اس نے بتایا تو وہ گرانڈیل قد کا شخص میرے ذہن میں آ گیا۔

''یار وہ تو قصبے میں......''

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''یہ اس کا وہ ڈیرہ ہے جہاں خاص لوگ ہی آ کر ٹھہرتے ہیں۔ باقی تم سمجھ دار ہو۔'' اس نے گول مول سی بات کی تو میں نے بھی زیادہ تجسس دکھانے کی ضرورت محسوس نہیں کی اور ویسے بھی اس وقت میرے دماغ میں صرف اور صرف نورنگر چھایا ہوا تھا۔ میری کوشش تھی کہ میں جلد از جلد وہاں پہنچ جاؤں۔

جس وقت ہم جیپ میں بیٹھ کر وہاں سے چلے تو میرے اندر بے شمار وسوسے ابھرنے لگے۔ میری اماں کا چہرہ بار بار میری نگاہوں میں پھر رہا تھا۔ وہی ایک گھر جس میں میری ماں نے جوانی بیوگی کی حالت میں گزار دی تھی۔ جسے کبھی وہاں خطرہ نہیں رہا تھا اور نہ کبھی اس نے مجھ پر خوف مسلط ہونے دیا تھا' وہی گھر جلا دیا گیا تھا۔ میرے اندر جیسے آگ لگی ہوئی تھی' وہی آگ جس نے میرے گھر کو جلایا تھا' سوہنی کا ساتھ اگرچہ چند دنوں کا تھا' لیکن انہی چند دنوں میں اس نے میرے انتظار کی طوالت کو ختم کر کے میری فتح کو قریب کر دیا تھا۔ میں جو ایک طویل سفر طے کرنے کی سوچ رہا تھا' وہ اس نے مختصر کر دیا' اور چھاکا...... میرے بچپن کا دوست ہی نہیں' میرے بھائیوں جیسا مخلص ساتھی تھا' جس کے بغیر میں خود کو ادھورا سمجھتا تھا' میری آنکھوں کے سامنے ایک تصویر ہٹتی تو دوسری آ جاتی' جیپ جس طرح تیز رفتاری سے بڑھتی چلی جا رہی تھی' اس سے کئی گنا رفتار سے میرا خون کھول رہا تھا۔ صورتحال کیا تھی' میں اس سے ناواقف تھا' دل نہیں مان رہا تھا کہ انہیں کچھ ہوگا' لیکن ذہن شاہ زیب کی خباثت سے انکار نہیں کر رہا تھا۔ اس نے جو اتنا بڑا اقدم اٹھایا تھا' اب اس کا خمیازہ تو بھگتنا تھا' شاہ زیب نے۔ میں نے خود کو پرسکون کرنے کے لئے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگالی۔

☆ ☆ ☆

جسپال کی آنکھ کھلی تو دوپہر ہونے والی تھی۔ کسی نے بھی اسے نہیں جگایا تھا۔ اس نے اپنا سیل فون اٹھا کر دیکھا' وہ بند تھا' اس نے سیل فون آن کر دیا' اور پھر فریش ہو کر نیچے ڈرائنگ روم میں آ گیا۔ وہ اپنے ساتھ سیل فون اور لیپ ٹاپ بھی اٹھا لایا تھا۔ جوتی اس کے لیے لسی لے آئی جسے پیتے ہی اس نے کہا۔

''جوتی...... ! میرے لیے چاہے کھانا لگا دو یا ناشتہ' میں نے جالندھر جانا ہے ہرپریت کا پتہ کرنے۔''

''وہ تو ٹھیک لیکن انوجیت بائی جی نے کہا ہے' کہ جب تک وہ نہ آ جائیں' آپ کو کہیں نہ جانے دیا جائے۔ انہوں نے دو تین گھنٹے پہلے فون کیا تھا۔''

''چلو ٹھیک ہے' میں بات کر لیتا ہوں۔'' اس نے کہا اور لیپ ٹاپ کھول لیا' تاکہ رن ویر کے بارے میں کوئی خبر دیکھ سکے۔ پنجابی گرومکھی تو اسے پڑھنی نہیں آتی تھی' اس لیے انگلش اخبار ہی دیکھتا رہا' آخر ایک اخبار میں اسے دو کالمی خبر مل گئی۔ جس کی تفصیلات میں یہی درج تھا کہ دہشت گردوں نے پولیس انسپکٹر رن ویر سنگھ کو قتل کر دیا۔ وہ کئی دنوں سے دھمکیاں دے رہے تھے وغیرہ وغیرہ۔ وہ گول مول سی خبر تھی' جس سے کسی کے بارے میں اندازہ نہیں ہو پا رہا تھا۔ وہ خبر پڑھنے کے بعد تھوڑی دیر سوچتا رہا' ممکن ہے اس سے کیشیو مہرہ نے رابطہ کیا ہو اور اس کا فون بند ملا ہو' وہ خود اس سے رابطہ نہیں کرنا چاہتا تھا' وہ حد درجہ محتاط ہو گیا تھا۔ اسے یہ تو یقین تھا کہ خفیہ والے اس پر نگاہ رکھے ہوئے ہیں۔ بعید نہیں تھا کہ فون بھی کہیں ٹریس ہو رہا ہو' اگرچہ سیل فون کے معاملے میں ذرا مشکل تھا لیکن پھر بھی احتیاط کا تقاضہ یہی تھا۔ شاید انوجیت اسی مقصد کے لیے جالندھر سے آ رہا ہو'

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس نے انوجیت کے نمبر ملا دیئے۔ چند لمحوں بعد رابطہ ہو گیا تو اس نے بتایا۔

''یار میں راستے میں ہوں' بیس منٹ تک پہنچ جاؤں گا۔''

''چلو ٹھیک ہے' آ جاؤ تو پھر اکٹھے حویلی چلیں گے۔'' جسپال نے کہا۔

''نہیں' میرے پاس حویلی جانے کے لیے وقت نہیں ہو گا' بس میں آ رہا ہوں۔'' اس نے تیزی سے کہا اور فون بند کر دیا۔ جسپال کے پاس سوائے انتظار کے اور کوئی کام نہیں تھا۔ سو وہ ناشتہ کر چکا تھا جب گھر کے سامنے گاڑیاں رکنے کی آواز آئی۔ اس کے ساتھ ہی بنتا سنگھ نے گیٹ کھول دیا۔ پہلے انوجیت کی گاڑی اندر آئی اور پھر ایمبولینس اس کے پیچھے پیچھے آ گئی۔ جسپال کا دل دھک سے رہ گیا۔ کہیں ہرپریت......؟ وہ اس سے آگے کچھ نہیں سوچ سکا' وہ تیزی سے پورچ میں آ گیا۔ انوجیت تیزی سے اپنی گاڑی میں سے نکلا' تب تک ایمبولینس میں سے پھوپھو کلجیت کور نکلیں' ڈرائیور نے عقبی دروازہ کھولا اور پھر دونوں نے بڑی احتیاط کے ساتھ سٹریچر اتارا۔ جسپال کے دماغ میں آندھیاں چلنے لگی تھیں۔ وہ اپنی جگہ ساکت ہو گیا۔ تبھی انوجیت نے سہارا دے کر ہرپریت کو اپنے پاؤں پر کھڑا کیا تو جسپال کی سانس میں سانس آئی۔ وہ تیزی سے بولا۔

''او یار......! اس کا کتنا وزن ہو گا۔ ہاتھوں پر اٹھا لو۔''

''چل پتر......! آ جا' اور اٹھا کر لے جا اسے اندر۔'' کلجیت کور نے مسکراتے ہوئے کہا تو ہرپریت نے جسپال کی طرف ایک زخمی مسکراہٹ سے دیکھا جسپال آگے بڑھا اور ہرپریت کو بڑے آرام سے اٹھا لیا' پھر اس کے کمرے تک لے جا کر بڑے آرام سے بیڈ پر لٹا دیا۔ کچھ ہی لمحوں بعد انوجیت ایمبولینس والے کو بھیج کر آ گیا۔ تبھی جسپال نے پوچھا۔

''یار ڈاکٹر نے تو کہا تھا کہ کم از کم دس دن لگیں گے اور تم اسے......''

''پہلے تو یہی کہا تھا' لیکن رات انہوں نے ہر طرح سے مطمئن ہو جانے کے بعد یہی کہا کہ اب زخم بھرتے بھرتے بھرے گا' گھر میں زیادہ آسانی سے دیکھ بھال ممکن ہو گی' بس کچھ احتیاطیں کرنے کو اور تین دن بعد چیک اپ کا کہا ہے۔'' اس نے پوری تفصیل بتا دی۔

''اب کیسا محسوس کر رہی ہو ہرپریت......'' اس نے آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''بہت اچھا' یہاں گھر میں تو سکون ہے' وہاں ایک طرح سے بے زاری تھی۔'' وہ ہلکے سے مسکراتے ہوئے بولی۔ تب انوجیت نے جسپال کو اشارے سے باہر بلایا' وہ دونوں باہر لان میں چلے آئے تو اس نے پوچھا۔

''رن ویر کو کس نے مارا ہے؟''

''میں نے......؟'' جسپال نے دو ٹوک لہجے میں جواب دیا۔

''کیسے......؟'' اس نے پوچھا تو جسپال نے تفصیل بتا دی۔ جسے وہ بڑے دھیان سے سنتا رہا پھر بولا۔ ''میرا خود اسے مارنے کا پلان بن چکا تھا' سب لوگ تیار تھے۔ اس لیے میں ڈاکٹر کے سر چڑھ گیا کہ وہ ہرپریت کو گھر بھیج دے' مجھے تو صبح پتہ چلا' خیر......! اب تم سنبھالو یہاں' مجھے اپنے کچھ تنظیمی لوگوں سے ملنا ہے اور ایک لیڈی ڈاکٹر کا بندوبست کرنا ہے' جو ہرپریت کے زخم کی روزانہ پٹی کر جایا کرے' شام تک لوٹ آؤں گا۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ٹھیک ہے.....'' جسپال نے کہا تو وہ انہی قدموں پلٹا اور اپنی گاڑی لے کر کوٹھی سے نکلتا چلا گیا۔ جسپال وہاں سے سیدھا ہرپریت کے کمرے میں چلا گیا۔ جو بلاشبہ اس کے انتظار میں تھی۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرا دی اور پھر آنکھ کا ہلکا سا اشارہ کرتے ہوئے دھیرے سے بولی۔

''آؤ بیٹھو۔''

''پھوپھو کہاں ہے؟'' وہ اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بولا۔

''وہ بہت تھکی ہوئی تھیں' میں نے انہیں آرام کرنے کا کہا ہے' تم سناؤ۔'' وہ دھیرے سے بولی۔

''میں ابھی کچھ دیر پہلے تمہارے پاس آنے لگا تھا' تمہاری ضرورت پڑ گئی تھی۔''

''آنے لگا تھا تو آ جاتے؟'' وہ بولی۔

''یار وہ گر دکھی نہیں نہ آتی نا' میں نے ایک خبر دیکھنی تھی۔'' جسپال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ایسی کوئی خاص خبر تھی؟'' اس نے پوچھا۔

''ہاں' خاص ہی تھی' پتہ نہیں تجھے انوجیت نے بتایا ہے کہ نہیں' میں نے اس بندے کو مار دیا ہے' جس نے تجھ پر فائر کروایا تھا۔''

''واقعی..... کون تھا وہ؟'' وہ خوشگوار حیرت سے بولی۔

''رن ویر..... رات..... میں نے.....'' اس نے کہا اور باقی بات اشاروں میں سمجھا دی۔ پھر ہرپریت کے اصرار پر اس نے تفصیل بتا دی کہ کیسے پتہ چلا اور پھر کیسے مارا' وہ باتیں کرتے رہے' یہاں تک کہ سہ پہر ہو گئی۔ اس دوران لیڈی ڈاکٹر آ گئی جو رسول پور کلاں کی رہنے والی تھی۔ اس نے آ کر انجکشن دیا اور دوائیں دیں۔ کچھ دیر بعد ہرپریت سو گئی۔ ڈاکٹر چلی گئی تو جسپال حویلی جانے کے لیے تیار ہو گیا۔ وہ گاڑی لے کر جیسے ہی گیٹ پار کر کے باہر آیا تو اس کے سامنے دو جوان آن کھڑے ہوئے' جسپال نے سوالیہ نگاہوں سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''کون ہو تم لوگ اور میرا راستہ کیسے روکا ہے؟''

''ہمارا تعلق پولیس ڈیپارٹمنٹ سے ہے اور ہمیں حکم ہے کہ آپ کو گھر تک محدود رکھا جائے۔'' ان میں سے ایک نے تیزی سے کہا۔

''کیوں؟'' اس نے حیرت سے پوچھا۔

''یہ میں نہیں جانتا' لیکن آپ گھر تک ہی محدود رہیں گے۔'' دوسری بار اس کا لہجہ قدرے سخت تھا۔

''جس نے مجھے گھر تک محدود کرنے کا حکم دیا ہے' اس سے وجہ بھی پوچھو' ورنہ میرا راستہ مت روکو' جب معلوم ہو جائے تو مجھے بتا دینا' میں پنڈ جا رہا ہوں حویلی.....'' یہ کہہ کر اس نے اپنی گاڑی بڑھا دی۔ اسے بہرحال یہ معلوم ہو گیا کہ معاملہ خاصا گھمبیر ہو گیا ہے اور پوری سنجیدگی کے ساتھ اسے گھیرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ اس کے اردگرد خطرہ بڑھ گیا تھا۔ دفعتاً اس کے ذہن میں ایک خیال رینگ گیا۔ اس نے اپنے سیل فون سے رن ویر کے نمبر ملانے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف بیل جاتی رہی' کافی دیر بیل جانے کے بعد فون کسی نے ریسیو کر لیا' تبھی جسپال نے کہا۔

''آپ کون بات کر رہے ہیں' مجھے رن ویر سنگھ سے بات کرنا ہے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''آپ کون ہیں؟'' دوسری طرف سے پوچھا۔

''میں جسپال سنگھ ہوں رن ویر سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ انہیں فون دیں۔'' اس بار وہ ذرا سخت لہجے میں بولا۔

''رن ویر سنگھ جی کل رات شہید ہو گئے ہیں' میں ان کا بھائی بات کر رہا ہوں۔''

''اوہ......'' وہ بولا' پھر لمحہ بھر کہا۔ ''ٹھیک ہے' میں تھانے بات کرتا ہوں۔'' یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا' وہ گاڑی لیے سیدھا تھانے جا پہنچا' وہ ڈیوٹی پر چند کانسٹیبل تھے اور ایک ایس آئی' تعارف وغیرہ کے بعد ڈیوٹی پر موجود اے ایس آئی سے پوچھا۔

''کیا آپ نے اپنے بندے میرے گھر پر لگائے ہوئے ہیں۔''

''ہم نے نہیں لگائے' یہ اوپر سے احکام آئے ہیں اور وہ بندے بھی چندی گڑھ سے آئے ہیں۔'' وہ بولا۔

''کیوں......؟'' اس نے پوچھا۔

''رن ویر سنگھ رات قتل ہو گئے ہیں۔ دوسرے پولیس انسپکٹر ہیں' جن کا تھوڑے ہی دنوں میں قتل ہوا ہے۔ اس کی بڑے پیمانے پر تفتیش کی جا رہی ہے' اور سیدھی بات ہے کہ آپ پر بھی شک ہے۔''

''ٹھیک ہے' اس کا کوئی کاغذی ثبوت ہے تو مجھے دیں' میں آپ کے ساتھ پورا تعاون کروں گا۔ لیکن اگر یونہی پولیس کو مجھ پر مسلط کیا گیا تو پھر میں اپنے وکلا سے مدد لینے کی ضرورت مجبوراً کروں گا۔ یہ بات اپنے آفیسر تک پہنچا دیں۔''

''آپ ان سے خود بات کیوں نہیں کر لیتے۔'' اس نے کہا۔

''میں نہیں' میرے وکلا کریں گے' چندی گڑھ کونسا دور ہے' تین ساڑھے تین گھنٹے کا سفر ہے' اگر یہ اتنا ہی ضروری ہوا تو میں ضرور ایسا کروں گا' میں پھر یہاں کے نہیں اعلیٰ حکام سے بات کروں گا۔'' اس نے سنجیدگی سے کہا۔

''اب دیکھیں جی میں کیا کر سکتا ہوں۔'' ڈیوٹی کانسٹیبل نے بے چارگی سے کہا۔

''ٹھیک ہے' اب میں خود دیکھتا ہوں اس معاملے کو۔ عجیب رویہ ہے۔'' جسپال نے کہا اور وہاں سے اٹھ گیا۔ اس کا رخ حویلی کی طرف تھا۔

جسپال کو حویلی میں چہل پہل اچھی لگی تھی۔ تقریباً سبھی کمروں میں رہائش ہو گئی تھی۔ وہ دالان میں دھری ایک کرسی پر بیٹھ گیا تو پرپال سنگھ اس کے پاس آ بیٹھا تو اس نے پوچھا۔

''کہو پرپال! کیسا لگا ماحول؟''

''ماحول تو بہت اچھا ہے جی' آج صبح سے میں کچھ مشکوک بندے دیکھ رہا ہوں حویلی کے ارد گرد' کہیں یہ ہم پر شک نہ کر رہے ہوں کہ یہاں کا تھانیدار ہم نے مارا ہے۔'' یہ کہہ کر وہ کھلکھلا کر ہنس دیا۔

''شک کرنے کو تو مجھ پر بھی کیا جا سکتا ہے مگر تم لوگ پھر بھی محتاط رہنا۔'' جسپال نے عام سے لہجے میں کہا تو پرپال نے پوچھا۔

''ویسے بائی جی' وہ گروپ جوان تھانیداروں کو مار رہا ہے' ان کا مقصد کیا ہو سکتا ہے؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تمہیں کیسے پتہ چلا کہ کوئی گروپ ہے جوان تھانیداروں کو مار رہا ہے۔'' جسپال نے چونک کر پوچھا۔

''حویلی کے باہر وہ جو ستھ (چوپال) ہے نا' میں کافی دیر ادھر بیٹھا رہا ہوں' لوگ باتیں کر رہے تھے۔ اب یہ لوگوں کا اندازہ ہی ہے نا' کوئی کچھ کہتا ہے' کوئی کچھ۔'' اس نے بتایا۔

''انہوں نے تمہارے بارے میں بھی پوچھا ہوگا کہ تم کون ہو اور حویلی میں کیوں رہتے ہو؟'' جسپال نے اچانک موضوع بدلتے ہوئے پوچھا۔

''پوچھا تھا' اور میں نے بتایا کہ ہم جسپال بائی جی کے ملازم ہیں۔ انہوں نے ہمیں یہاں لا کر رکھا ہے' کیونکہ انہیں یہاں پر موجود کچھ لوگوں سے خطرہ ہے' میرا خیال ہے یہ پیغام بلجیت سنگھ تک پہنچ بھی گیا ہوگا۔'' اس نے سنجیدگی سے بتایا۔

''چلو اچھا ہے۔ لیکن پریال' یہ دھیان رکھنا تمہاری طرف سے پہل نہیں ہونی چاہیے۔ کوئی جان کو آ جائے' تبھی وار کرنا' ورنہ تصادم سے ہر ممکن بچنے کی کوشش کرنا' کیونکہ وہ چاہیں گے کہ تم لڑو اور وہ کسی نہ کسی جال میں پھنسا لیں۔'' جسپال نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

''جی بائی جی!'' اس نے مودبانہ انداز میں کہا' تبھی کچن کی طرف سے ایک لڑکی برآمد ہوئی جس نے سیاہ اور سفید دائروں والی قمیص شلوار پہنی ہوئی تھی اور سر پر سفید آنچل تھا' وہ ہاتھ میں ٹرے لیے نمودار ہوئی تھی۔ اسے دیکھ کر جسپال نے پوچھا۔

''یہ کون ہے؟''

''یہ میری سویٹی ہے بائی جی' بہت جلد ہم شادی کرنے والے ہیں۔ باقی' یہ وہیں ہوتی ہے جہاں میں ہوتا ہوں۔ میرے بغیر رہ نہیں سکتی نا۔'' یہ کہہ کر وہ ہنس دیا۔

''ست سری اکال جی۔'' سویٹی نے ٹرے رکھا اور ہاتھ جوڑتے ہوئے فتح بلائی۔

''ست سری اکال..... کیسی ہو؟'' جسپال نے بڑے نرم لہجے میں پوچھا۔

''جی بالکل ٹھیک ہوں۔ آپ چائے پئیں۔'' یہ کہہ کر وہ تیزی سے پلٹ گئی۔ اچھی خاصی نوعمر اور خوبصورت لڑکی تھی۔ دونوں نے اپنا اپنا مگ اٹھا لیا۔ چائے کے دھیرے دھیرے سپ لینے لگے۔ اس دوران پریال اپنے بارے میں بتاتا رہا کہ کس طرح وہ سٹوڈنٹس سیاست میں رہا اور اب بدمعاشی کے علاوہ اور کوئی کام نہیں ہے۔ کس طرح وہ ایک گروپ بنانے میں کامیاب ہو گیا ہے' جس سے اب بہت سارے کام وہ بڑی سہولت سے کر لیتا ہے۔ وہ اپنی باتوں میں مگن تھے کہ باہر سے ایک نوجوان نے ان کے پاس آ کر کہا۔

''باہر جی' کچھ لوگ آئے ہیں' جسپال جی' وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ کہیں تو بلا لاؤں انہیں۔''

''نام نہیں پوچھا ان کا۔'' پریال نے کافی حد تک غصے میں کہا۔

''پوچھا تھا' لیکن انہوں نے بتایا کچھ نہیں۔ بس ان کو باہر آنے کا کہا ہے۔'' اس نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''اچھا چل' میں آتا ہوں۔'' جسپال نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ پریال اس کے ساتھ ہی اٹھ گیا۔ اس کے ساتھ ادھر ادھر بیٹھے لوگ بھی اٹھ کر باہر کی سمت چل پڑے۔ جسپال نے حویلی کے پھاٹک پر آ کر دیکھا' باہر کافی سارے لوگ کھڑے تھے جن کے درمیان ایک کار کھڑی تھی اور اس

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کے پیچھے پرانے ماڈل کی جیپ تھی۔ ان کافی سارے لوگوں کے درمیان شلوار قمیص اور بھاری پگڑی کے ساتھ بلجیت سنگھ کھڑا تھا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے ابل رہے تھے اور وہ انتہائی نفرت وحقارت سے جسپال کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جسپال نے اچٹتی ہوئی نگاہ سب پر ڈالی اور گیٹ کے قریب کھڑے بندے سے پوچھا۔

''ہاں بھئی' کیا بات ہے؟''

''سردار بلجیت سنگھ جی آئے ہیں۔ چلو ان کی بات سنو۔''

''اچھا' تو یہ ہے' بلجیت سنگھ۔'' پریال سنگھ نے تیزی سے کہا اور پھر اپنے پیچھے کھڑے ہوئے شخص کی طرف دیکھ کر مخصوص اشارہ کیا جسے جسپال نہیں دیکھ سکا تھا۔ وہ بلجیت سنگھ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔

''جس نے ملنا ہے وہ یہاں تک خود آ جائے' جاؤ جا کر کہہ دو۔'' اس نے قد اونچا کیا تھا کہ اس کی آواز دور تک سنائی دے' جس پر وہ سب چند لمحے کے لیے تو خاموش کھڑے رہے پھر ایک ادھیڑ عمر کا بندہ آگے بڑھا اور اس کے پاس آ کر سکون سے بولا۔

''جسپال سنگھ' میں اس گاؤں کا پنچ ہوں' دلبیر سنگھ نام ہے میرا اور ہمارا سرپنچ سردار بلجیت سنگھ ہے تمہیں شاید گاؤں کے ریتی رواج کا نہیں پتہ' اس لیے ہم سب مل کر تمہارے پاس آئے ہیں تا کہ تمہیں سمجھا سکیں' ورنہ پنچائیت کو یہ قانونی حق بھی حاصل ہے کہ وہ گاؤں کے کسی بھی شخص کو اپنے پاس حاضر ہونے کا کہہ دے۔''

''جی بولیں' میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔'' جسپال نے تحمل سے پوچھا۔

''کیا ہم یونہی کھڑے کھڑے بات کریں گے' ہمیں بیٹھنے کے لیے نہیں کہو گے؟'' دلبیر سنگھ پنچ نے پوچھا۔

''کیوں نہیں سردار جی ہم آپ کو بیٹھنے کے لیے کیوں نہیں کہیں گے' آخر کو آپ چل کر میرے گھر آئے ہیں۔'' یہ کہہ کر جسپال نے مڑ کر پریال سے کہا۔'' ان سب کو بٹھاؤ اور ان کے لیے کچھ کھانے پینے کا بھی بندوبست کرو' جلدی۔''

''جی' بائی جی۔'' پریال نے کہا اور مڑ گیا۔ کچھ ہی دیر بعد اندر سے چارپائیاں نکل کر باہر آنے لگیں۔ وہ ''ستھ'' میں برگد کے درخت کے نیچے ہی بیٹھتے جا رہے تھے۔ پنچ اور سرپنچ کے لیے کرسیاں رکھ دی گئیں' انہی کے مقابل جسپال کو بھی ایک کرسی پر بٹھا دیا گیا۔ تبھی دلبیر سنگھ نے بڑے ٹھنڈے اور تحمل بھرے انداز میں کہا۔

''دیکھ بھئی جسپال سنگھ' کسی بھی پنچائیت کا کام جہاں مسئلے مسائل کا فیصلہ کرنا ہے' وہاں اس کا یہ فرض بھی ہے کہ وہ امن وامان رکھنے میں پوری مدد دے اور ایسا غیر قانونی کام نہ ہونے دے' جس سے امن وامان خراب ہو سکتا ہو' اس لیے ہم تمہیں سمجھانے آئے ہیں کہ یہ جو تم نے حویلی آباد کر لی ہے اور اس میں غنڈے لا کر بٹھا دیئے ہیں' یہ ٹھیک نہیں ہے۔''

''اگر میں آپ کی ان ساری باتوں پر لکیر پھیر دوں تو......؟'' جسپال نے سکون سے جواب دیا۔

''یہ کیا کہہ رہے ہو تم؟'' دلبیر سنگھ نے سخت لہجے میں کہا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''میں نے اچھے لفظ استعمال کیے ہیں بزرگو ورنہ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ میں آپ کی ان ساری باتوں کو جھوٹا ثابت کردوں۔'' وہ اسی پرسکون لہجے میں بولا۔

''دیکھو' تم گھر پر آئی ہوئی پنچائیت کی بے عزتی کررہے ہو۔ تمہیں ایسا کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔'' اس بار دلبیر سنگھ نے کافی حد تک سختی سے کہا۔

''میں نے کوئی غلط تو نہیں کہا۔ بجائے بے عزتی محسوس کرنے کے آپ مجھ سے یہ سوال کیوں نہیں کرتے کہ میں کیسے غلط ثابت کرسکتا ہوں۔'' وہ تحمل سے بولا۔

''بولو......تم بتاؤ......'' دلبیر نے غصے سے پوچھا۔

''میں نے کچھ بھی نہیں کیا اور آپ پنچائیت میرے گھر لے کر آگئے ہیں۔ میری کوئی غلطی بتاؤ' آپ امن وامان کی بات کرتے ہو تو بتاؤ مجھ پر جو قاتلانہ حملہ ہوا ہے' اس پر آپ لوگوں نے میرے گھر پر آکر افسوس تک نہیں کیا' کیا آپ وہ لوگ تلاش کرنے میں میری مدد کرتے۔''

''ہم مانتے ہیں پتر کہ ہم افسوس کرنے تیرے گھر نہیں گئے' پہلی تو بات ہے کہ تمہارا گھر ہے کون سا؟ دوسری بات تم اپنا معاملہ لے کر پنچائیت کے پاس نہیں آئے' ہم تجھے کیوں پوچھتے پھرتے' تم تو پولیس کے پاس گئے ہو' اب تم جانو اور پولیس......'' دلبیر نے دلیل دیتے ہوئے کہا مگر جسپال کو اس کی بات چبھ گئی' وہ طنزیہ لہجے میں بولا۔

''یہ حویلی' وہ کوٹھی' کس کی ہے' میری نہیں تو اور کس کی ہے؟''

''نہ یہ حویلی تیری ہے اور نہ وہ کوٹھی تیری' قانون اس بات کو نہیں مانتا' تم تو ابھی تک یہ ثابت نہیں کرسکے ہو کہ تم واقعی ہی کلونندر سنگھ کے پتر ہو۔ جس دن تمہیں اپنے بارے میں ثبوت مل جائے' اس دن آکر بات کرنا۔ اب کوئی اور بات ہے تو کہو۔'' دلبیر سنگھ نے صاف لفظوں میں اس سے کہہ دیا کہ وہ اسے تسلیم ہی نہیں کرتے۔

''تو پھر تم لوگ کیا کرنے آئے ہو میرے پاس؟'' جسپال غصے میں آگیا' مگر تحمل سے بولا۔

''یہی کہ تم نے جو غیر قانونی طور پر اس حویلی پر قبضہ کیا ہے' اسے ختم کرو' اور یہ جو منڈ ھیر (جتھہ) تم نے یہاں اکھٹی کر رکھی ہے اسے چلتا کرو۔ ہمیں نقص امن کا خطرہ ہے۔''

''کیوں خطرہ کیوں ہے؟ انہوں نے کسی کو کچھ کہا' کسی سے زیادتی کی' کسی کو کائی برا بھلا کہا' یا پنچائیت کو خوف ہے ان سے؟'' جسپال نے پوچھا۔

''جب تم نے بنیادی طور پر ہی غلط کام کیا ہے تو باقی سارے غیر قانونی کام ہیں۔ پنچائیت کو یہ اختیار ہے کہ تمہارا سامان اٹھا کر باہر پھینک دیں۔ اس کے لیے ہم پولیس سے بھی مدد لے سکتے ہیں۔'' دلبیر سنگھ نے کہا تو جسپال کو انتہائی غصہ آگیا۔ وہ کھڑا ہو کر بولا۔

''میں آپ کو بزرگ مانتے ہوئے آپ کی دل سے عزت کرتا ہوں۔ یہ جو حویلی ہے' میرے باپ کی ہے' اور اب میں اس کا مالک ہوں۔ یہاں پر موجود سب لوگ یہ بات کان کھول کر سن لیں اور سمجھ بھی لیں کل میرے باپ سمیت میرے خاندان کا خون کیا گیا' آج اگر میرا ہو جائے گا تو

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کوئی پروا نہیں۔ میں آیا ہی اس خاطر ہوں کہ یہاں مجھے قتل کر دیا جائے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ میرا خون کون کرتا ہے۔ اب جس میں ہمت ہے وہ حویلی کی جانب بڑھے' وہاں سے سامان اٹھا کر باہر پھینکنے کا حوصلہ کرے' میں ابھی دیکھ لیتا ہوں اس کو۔''

''دیکھا لڑائی والی بات ہوگئی نا...... تم کر رہے ہو نا لڑنے کی بات۔'' دلبیر سنگھ نے کہا

''بس دلبیر سنگھ جی' بس! مجھے نہ منافقت آتی ہے اور نہ میں جھوٹ بولتا ہوں۔ ایک سچے سکھ کا کرتو یہی سچ ہوتا ہے۔ سچے بادشاہ گرونانک مہاراج نے سکھی کی بنیاد ہی سچ پر رکھی ہے۔ تم کیسے سکھ ہو جو جھوٹ اور منافقت کی بات کر رہے ہو۔ شرم کرو' لڑنے کی بات میں کر رہا ہوں' یا تم لڑنے کے لیے آئے ہو اتنا لاؤ لشکر لے کر۔''

''زبان سنبھال کر بات کراوئے' میں ابھی تک خاموش اس لیے رہا ہوں کہ دلبیر سنگھ جی بات کر رہے ہیں' چل روک تو کیسے روکتا ہے۔''

بلجیت سنگھ نے کھڑے ہو کر کہا تو دلبیر سنگھ نے جلدی سے کھڑے ہو کر اسے بٹھا دیا۔

''تم بیٹھو بلجیت سنگھ' میں بات کر رہا ہوں نا۔'' یہ کہہ کر اس نے جسپال سے کہا۔ ''او لڑکے! شام سے پہلے تک یہ حویلی خالی کر کے چلے جاؤ' ہاں جب تم اس کے مالک ہونے کا ثبوت لے کر آ جاؤ پنچائیت کے پاس تو بے شک یہاں پر رہنا' یہ ہمارا فیصلہ ہے۔''

''اور میں تم لوگوں کا فیصلہ نہیں مانتا۔ اب جو کرنا ہے کر لیں۔'' جسپال نے لاپرواہانہ انداز میں کہا۔

''چلو اوئے! اس کا سامان باہر پھینکو اور نکالو اسے یہاں سے۔'' بلجیت سنگھ نے انتہائی غصے میں کہا تو چند لوگ آگے بڑھے' تبھی جسپال نے اونچی آواز میں کہا۔

''بلجیت' شروعات تم کر چکے ہو۔ یہ تمہاری دوسری باری ہے۔ اب بھاگتا نہیں۔'' جسپال نے کہا اور اس کی طرف بڑھا' بلجیت کے اردگرد چند لڑکے ہو گئے۔ پریال سنگھ اور اس کے ساتھیوں نے بھی گنیں سیدھی کر کے بولٹ مار لیے۔

''رک جاؤ۔'' دلبیر نے چیخ کر کہا۔ ''میں کہتا ہوں رک جاؤ۔''

''دلبیر سنگھ آج فیصلہ ہو ہی جائے۔'' جسپال نے کہا تو وہ درمیان میں آتے ہوئے بولا۔

''نہیں' ہم لڑنے نہیں آئے پنچائیت کا فیصلہ سنانے آئے ہیں۔ شام تک کا وقت ہے تیرے پاس' پھر نہ کہنا کہ زیادتی ہوگئی۔'' پھر سب لوگوں سے مخاطب ہو کر بولا۔ ''چلو...... چلو واپس'' تبھی جسپال نے اونچی آواز میں کہا۔

''سنو دلبیر سنگھ جی' اور وہ بھی جو یہاں موجود ہیں' آج کان کھول کر سن لو' جس میں بھی ہمت ہے' جو جب چاہے میرے ہاتھ میں ہاتھ ڈال سکتا ہے' میں بڑھ کر کسی پروا نہیں کروں گا' اور نہ دھوکے سے سازش کر کے گھیرنے کی کوشش کروں گا' ایسا ہیجڑے کرتے ہیں۔ دس ہیجڑے مل کر ایک مرد کو مار سکتے ہیں' لیکن میں مرد اسے سمجھتا ہوں جو سامنے آ کر للکار کر وار کرے۔ تم میں سے اب بھی کوئی چاہتا ہے تو آئے' میرے ہاتھ میں ہاتھ ڈال لے۔''

وہاں پورے مجمع میں خاموشی رہی' بلجیت سنگھ کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا' تبھی دلبیر سنگھ نے کہنا چاہا۔

''دیکھو جسپال۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''نہیں صرف میری سنو اب...... میں جب سے یہاں آیا ہوں' مجھ پر طرح طرح کے الزامات لگائے جا رہے ہیں۔ ہیجڑوں کی طرح چھپ کر وار کیا جا رہا ہے۔ مجھے مجبور کیا جا رہا ہے کہ میں بھی مقابلے پر اتر آؤں' جہاں تک ہو سکا' میں قانون ہی کی زبان میں بات کروں گا' اور باقی رہی شام کی بات تو شام کس نے دیکھی' جو پنچائیت کا فیصلہ ہے وہ کر لے' پھر میرا جو فیصلہ ہو گا' وہ میں سناؤں گا۔''

''ہم نے بھی قانون کے مطابق تم سے بات کہہ دی ہے۔ اب شام تک تمہیں انتظار کرنا ہو گا۔'' دلبیر سنگھ نے کہا اور لوگوں کو گھیر کر واپس لے جانے لگا۔ جسپال نے بلجیت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں' وہ کچھ دیر ایک دوسرے کو گھورتے رہے' پھر بلجیت اپنی کار میں بیٹھ کر چلا گیا۔ کچھ دیر بعد صرف وہی وہاں پر رہ گئے۔ تبھی پریال نے کہا۔

''بائی جی' میں نے دیکھ لیا ہے' ان میں لڑنے کی ہمت نہیں ہے۔''

''کتا کبھی شیر نہیں ہو سکتا پریال' جس طرح کمی کمین اپنی عادتوں سے پہچانا جاتا ہے' اسی طرح بے غیرت اور گھٹیا انسان بھی اپنی عادتوں ہی سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ جو بندہ بھی سازش اور مکر سے لوگوں کو نقصان پہنچانے کا عادی ہو' کبھی سامنا نہیں کر سکتا لیکن محتاط رہنا' کتے اور سانپ کا کبھی بھروسہ نہیں کرو۔'' جسپال نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

''میں سمجھ گیا بائی جی۔'' پریال نے کہا تو جسپال نے جیب میں سے اپنی کار کی چابی نکالی اور چل دیا۔

جس وقت وہ کوٹھی میں داخل ہوا تو ذہنی طور پر کافی دباؤ میں تھا۔ جس طرح وہ سوچ رہا تھا' دشمن بھی اسی ٹریک پر سوچ رہے تھے۔ انہیں بھی احساس ہو گیا تھا کہ اب وہ یہاں پر حویلی کو اپنا مرکز بنائے گا اور ان کی طاقت ختم کرنے کی کوشش کرے گا۔ اسی لیے وہ اس مرکز کو بننے سے پہلے ہی ختم کر دینا چاہتے تھے۔ یہ بات تو چھپی نہیں رہی ہو گی کہ گاؤں کے لوگ بھی جسپال سے جا کر ملے تھے۔ کوئی بھی نہیں چاہتا تھا کہ اس کی گرفت کمزور ہو۔ انوجیت گھر پر تھا' وہ سیدھا ہرپریت کے کمرے میں گیا' وہ جاگ رہی تھی' اسے دیکھتے ہی مسکرا دی۔ پھر اس کے چہرے پر دیکھ کر بولی۔

''جسی جی' یہ چہرے پر کیا ہوا؟''

''کیا ہوا؟'' اس نے ہاتھوں سے چہرے کو صاف کرتے ہوئے کہا تو وہ ہنستے ہوئے بولی۔

''او نہیں جسی جی' تمہارا چہرہ بتا رہا ہے کہ کوئی بات ہوئی ہے۔''

''کس کا چہرہ کیا بتا رہا ہے؟'' انوجیت کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولا۔

''میرے چہرے پر۔'' جسپال نے کہا' پھر ایک کرسی پر بیٹھ کر حویلی کے سامنے جو کچھ ہوا اس کی روداد اختصار سے سنا دی۔ وہ دونوں غور سے سنتے رہے' تبھی انوجیت نے کہا۔

''یار یہ جو پنچائیت کو اختیارات دیئے گئے ہیں نا...... یہ ہیں تو اچھے مقاصد کے لیے' مگر یہ لوگ اسے اپنے غلط مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ میرے خیال میں سب سے پہلے حویلی کے بارے میں کوئی قانونی حوالہ تمہارے پاس ضرور ہونا چاہیے' کم از کم ان کی یہ دھمکی تو ختم ہو۔''

''میرا خیال بھی یہی ہے' اب نکودر میں تمہارے گل صاحب ایڈووکیٹ بھی کچھ نہیں کر پائے اور دوسری طرف کیشیو مہرہ بھی ابھی تک کوئی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ایسا سرا تلاش نہیں کر سکا جس سے کم از کم یہ مسئلہ تو حل ہو۔" جسپال نے کسی حد تک اُکتائے ہوئے کہا۔

"یار' یہ بھارت کی عدالت کے معاملات ہیں' اتنی جلدی حل نہیں ہونے والے' یہ تو کسی دفتر سے کوئی گیدڑ پروانہ ہی لینا پڑے گا۔" انوجیت نے سوچتے ہوئے کہا۔

"اچھا تم ایسا کرو' گل ایڈووکیٹ سے بات کرو' میں کیشیو مہرہ سے بات کرتا ہوں' ابھی تو دفاتر کا وقت ہوگا' دوپہر نہیں ڈھلی۔" جسپال نے کہا۔

"او کے......! میں کرتا ہوں۔" انوجیت نے اپنا سیل فون نکالتے ہوئے کہا۔ تبھی جسپال نے اپنا فون نکالا اور کیشیو مہرہ کو فون کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد رابطہ ہوگیا تو وہ کمرے سے باہر آگیا۔ تمہیدی جملوں کے بعد وہ بولا۔

"ابھی چند......"

"میں نے سب سن لیا ہے' پریال نے مجھے بتا دیا ہے۔ میں ابھی تمہیں فون کرنے ہی والا تھا۔ تم ایسے کرو' ابھی نکلو اور یہاں آجاؤ' اسی ریسروٹ میں آ کر ٹھہرو اور میرا انتظار کرو۔ میں کوئی نہ کوئی حل نکالتا ہوں۔ میں تمہیں اس لیے بلوا رہا ہوں کہ ممکن ہے کسی آفیسر سے ملوانا پڑ جائے۔ اگر ایسا ہوا تو پھر تمہیں جہاں بلواؤں وہاں آنا پڑے گا۔ خیر تم وہاں سے نکلو پھر بات کرتے ہیں۔" کیشیو مہرہ نے تیزی سے کہا اور فون بند کر دیا۔

واپس کمرے میں آ کر انوجیت سے مشورہ کرنے کے بعد جسپال کو وہاں سے نکلتے آدھا گھنٹہ لگ گیا۔ اب اسے مزید آدھا گھنٹہ لگنا تھا جالندھر تک پہنچنے کا' اس بار جب وہ گیٹ سے نکلا تو کوئی بندہ نہیں تھا۔ وہ جالندھر کی طرف اکیلا ہی چل پڑا۔

وہ بائی پاس روڈ کے اس ریسروٹ میں پہنچ کر بڑے اطمینان سے چائے پی چکا تھا۔ وہ کیشیو مہرہ کے ساتھ مسلسل رابطے میں تھا۔ جالندھر میں داخل ہونے پر اس نے خوش خبری سنا دی تھی کہ کام ہوگیا ہے' وہ وہاں انتظار کرے۔ تب سے وہ وہیں بیٹھا ہوا تھا۔ تقریباً چار بج گئے تھے۔ جب کیشیو مہرہ وہاں آ گیا۔

"سوری یار مجھے دیر ہوگئی۔ دراصل بڑا صاحب گھر چلا گیا تھا' اس سے دستخط کروانے کے چکر میں اتنی دیر ہوگئی' یہ لو۔" اس نے اپنی جیب سے ایک سفید کاغذ نکالتے ہوئے کہا۔

"اس کی قانونی حیثیت کیا ہے۔" جسپال نے پوچھا۔

"ویسے تو قانونی حیثیت کچھ بھی نہیں ہے' لیکن یہ معمولی سا سفید کاغذ بہت بڑا بیریئر ہے۔ اس کاغذ کے مطابق تمہارا کیس اس آفیسر کے پاس ہے۔ وہ دیکھ رہے ہیں چونکہ اس حویلی کا کوئی دوسرا دعویدار موجود نہیں ہے اس لیے حویلی میں رہنے اور اسے استعمال کی اجازت دی جاتی ہے' جب تک...... جب تک...... کیس کا فیصلہ نہیں ہو جاتا۔" کیشیو مہرہ نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اُو گڈ......! مطلب' میں ان کی ایک فوٹو کاپی پنچائیت والوں کو دے دوں۔ ان کے اطمینان کے لیے یہ کافی ہوگا۔"

"بالکل' میں نے پریال کو فون کر کے بتا دیا ہے۔ وہ مطمئن ہیں۔ میرے خیال میں اب تم نکلو' شام ہونے سے پہلے تک یہ مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔" یہ کہہ کر اس نے دو فوٹو کاپی والے کاغذ نکال کر اسے دیتا ہوا بولا۔ "یہ لو' یہ انہیں دے دینا۔" کیشیو نے اٹھتے ہوئے کہا تو جسپال بھی کاغذ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پکڑتے ہوئے اٹھ گیا۔ وہ دونوں چلتے ہوئے پارکنگ تک آئے' ایک دوسرے سے مصافحہ کیا اور اپنی اپنی گاڑیوں میں بیٹھ کر وہاں سے چل دیئے۔

اس وقت جسپال اوگی پنڈ سے ذرا فاصلے پر تھا' جب اس نے اپنے واپس آنے کے بارے میں انوجیت کو بتایا۔

''ٹھیک ہے' تم آ جاؤ' پھر شام ہوتے ہی میں تمہارے ساتھ دلبیر سنگھ کے پاس جاؤں گا۔ میرا خیال ہے اسے کچھ دوسری باتیں بھی سمجھانا ہوں گی۔''

''نہیں......؟ ابھی اور اسی وقت' انہوں نے شام تک کا الٹی میٹم دیا تھا۔ میں کہتا ہوں وہ حجت بھی نہ رہے' ابھی وہ معاملہ ختم ہو جائے تو ذہنی دباؤ ختم ہو جائے گا۔'' انوجیت نے کہا۔

''نہیں' تم سیدھے دلبیر سنگھ کے گھر آ ؤ' میں پنڈ کے باہر تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔'' جسپال نے تیزی سے کہا اور فون بند کر دیا۔

وہ دونوں دلبیر سنگھ کے گھر جا پہنچے۔ اس کے گھر کے باہر ایک ہرا بھرا درخت تھا' کافی بڑی ڈیوڑھی تھی۔ وہ وہیں بیٹھ گئے۔ تبھی جسپال نے اس سفید کاغذ کی فوٹو کاپی نکال کر اسے دی۔

''یہ لیں سردار جی' میں بڑے صاحب کا حکم نامہ لے آیا ہوں۔ اصل میرے پاس ہے۔ اور یہ نقل آپ کو دے رہا ہوں۔ اس حکم نامے کی تصدیق جب چاہیں کرالیں۔''

سردار دلبیر سنگھ نے وہ کاغذ پکڑا' پھر پڑھے بغیر ایک طرف رکھتے ہوئے کہا۔

''جسپال پتر! میں جانتا ہوں کہ تو ہی کلوبند رسنگھ کا پتر ہے' اور یہ حویلی تیری ہے' میں اگر آج نہ ہوتا تو بلجیت کی نیت لڑائی ہی کی تھی۔ یہ کاغذ بنوالیا تو نے اچھا کیا...... اب کم از کم کوئی ثبوت تو ہے نا جس پر میں ان سے بات کر سکتا ہوں۔ پتر......! ہماری سو مجبوریاں ہیں' ان کے ساتھ چلنا پڑتا ہے' کبھی خاموش رہنا پڑتا ہے' کبھی ہاں میں ہاں ملانی پڑتی ہے اور کبھی کوئی اپنی بھی منوا لیتے ہیں۔ بس تو ان سے بچ کر رہ بڑے ظالم لوگ ہیں......'' اس نے کافی حد تک دردمند لہجے میں کہا۔

''بس آپ ان سے یہ کہہ دیں کہ اتنا ہی ظلم کریں' جتنا سہہ سکیں' یہ نہ ہو کہ اب میں پچھلا حساب بھی ان کے ساتھ برابر کر دوں۔''

''دیکھ پتر......! ان کا تو کام ہی لڑنا بھڑنا ہے۔ رب کی مار ہے اُن پر' اسی لیے تو ان کی دونوں بہنیں کنواری مر گئی تھیں۔ ان کی شادی نہیں ہو سکی' معاشرے میں ان کی کیا قدر جو اپنی بہنوں کو بر نہ دلا سکیں۔ ہر بندے کے اندر غصہ ہے' ہر بندہ لڑ سکتا ہے' عزت اور غیرت کا مسئلہ ہوتا ہے' ورنہ تو ہر طاقتور آدمی معاشرے کو ختم کر کے رکھ دے۔ نہ پتر' تو ادھر رہ' اپنی زمینیں سنبھال' دوسروں کے دکھ سکھ میں کام آ' ان کو نظر انداز کر دے۔'' اس وقت وہ پنچائیت والا دلبیر سنگھ لگ ہی نہیں رہا تھا۔

''تو پھر رب راکھا دلبیر سنگھ جی' پھر ملاقات ہوگی۔'' جسپال نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ایسے نہیں پتر' تو پہلی بار میرے گھر آیا ہے' لسی آ رہی ہے' پیڑوں والی' تیری چاچی کو کہہ کر آیا ہوں۔ وہ پی لو تم دونوں تو پھر چلے جانا۔''

''ٹھیک ہے سردار جی' جیسے آپ چاہو۔'' جسپال بیٹھ گیا تو اس کے ساتھ انوجیت نے بھی کرسی سنبھال لی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''پتر......! میں نے سنا ہے ادھر کینیڈا میں تمہارا اچھا بھلا کاروبار ہے' تم ادھر رہو گے تو وہاں کون دیکھ بھال کرتا ہوگا۔'' دلبیر سنگھ نے پوچھا۔

''وہ جی میری پھوپھو سکھ جیت کور کے پتر سب سنبھالتے ہیں۔ میں ایک یہ زمین اپنے نام کروالوں تو ادھر ہی کینیڈا بنا دینا ہے۔ یہاں فیکٹریاں لگاؤں گا' یہ جو سارا دن منڈھیرو یہلی پھرتی رہتی ہے' اسے کام پر لگادوں گا...... اور یہ جو......'' لفظ اس کے منہ ہی میں تھے کہ ایک نوجوان تیزی سے موٹر سائیکل پر آن رکا' وہ حواس باختہ سا بولا۔

''سردار جی......وہ......حویلی۔''

''اوئے کیا ہوا حویلی کو۔'' دلبیر سنگھ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھ انوجیت اور جسپال بھی اٹھ گئے۔ وہ نووارد دونوں کو دیکھ کر ایک دم سے جھجک گیا تھا۔ پھر حوصلہ کرتے ہوئے بولا۔

''وہ جی بلجیت سنگھ نے حویلی کو آگ لگادی ہے۔''

''آگ لگادی ہے۔'' جسپال نے پوچھا اس کے لہجے میں انتہا درجے کی حیرت چھلک پڑی تھی۔

''وہاں پر موجود بندے......'' انوجیت نے پوچھا۔ اس کے حواس قابو میں تھے۔

''انہیں پولیس پکڑ کرلے گئی ہے' تبھی تو خالی حویلی کو انہوں نے......'' نووارد نے کہا تو جسپال تیزی سے اپنی گاڑی کی جانب بھاگا۔ اس نے یہ دیکھنے کی زحمت ہی نہیں کی کہ اس کے پیچھے کون آرہا ہے۔ وہ انتہائی تیز رفتاری سے گاڑی گاؤں کی گلیوں میں بھگاتا ہوا جارہا تھا۔ اس نے دور ہی سے اپنی حویلی میں سے اٹھتے ہوئے دھوئیں کو دیکھ لیا تھا۔ اس نے ڈیش بورڈ کھولا' اس میں سے کولٹ پسٹل نکالا' پھر سیفٹی کیچ ہٹا کر اس گلی میں گاڑی موڑی' جو سیدھی ستھ میں جاکر کھلتی تھی اور سامنے حویلی تھی۔ اس نے حویلی میں سے اٹھتے ہوئے دھوئیں کو دیکھا تو اس کا اپنا دماغ دھوئیں سے بھر گیا۔ اس نے دیکھا' ستھ میں بلجیت سنگھ کے ساتھ چند لوگ بیٹھے شراب پی رہے تھے۔ ایک چھنگاڑ کے ساتھ گاڑی رکی تو وہ متوجہ ہوئے' جسپال نے اندر بیٹھے ہی گولیاں برسانا شروع کردیں۔ وہ وینکوور کے بہترین شوٹنگ کلب کا بہترین ممبر تھا' لیکن یہاں اس نے یہ نہیں دیکھا کہ کس کے کہاں گولی لگ رہی ہے۔ اس نے پورا میگزین خالی کیا تو دوسرا میگزین لمحے میں لگاتے ہوئے باہر جھانکا۔ وہاں کئی ڈھیر ہوچکے تھے۔ اچانک وارد ہونے اور دوسرا نشے میں ہونے کے باعث وہ اپنے ہتھیار ہی سیدھے نہیں کرپائے تھے۔ یہ جسپال کا جنون تھا' ایک دو نے ہتھیار سیدھے کیے تو جسپال نے ان پر بھی گولیاں برسادیں۔ بلجیت درخت کی دوسری طرف تھا' جس وقت اس نے دیکھا کہ پانسہ ہی پلٹ گیا ہے' اس نے بھاگنا چاہا' اس نے غلطی یہ کی کہ اپنی گاڑی کی جانب بھاگا' ممکنہ ہے اس میں اسلحہ پڑا ہوا یا کچھ اور مقصد تھا' لیکن اس وقت تک جسپال اپنی گاڑی سے باہر آچکا تھا۔ انہی لمحات میں انوجیت کی گاڑی بھی وہاں آگئی تھی۔ جسپال نے اونچی اور کھرکھراتی ہوئی آواز میں کہا۔

''رک جاؤ بلجیت......! تم بھاگ نہیں پاؤ گے۔ اب تیری ساری سرنچی ادھر ہی نکالنی ہے...... تکڑا ہوجا۔''

اتنا کہتے ہوئے اس نے دو تین فائر اس کے پیروں میں ماردیئے۔ وہ ساکت ہوگیا۔ بلجیت نے دھیرے سے گھوم کر جسپال کی طرف دیکھا۔ وہ اس سے تھوڑا فاصلے پر کھڑا تھا۔ اس کے ارد گرد کچھ زخمی زمین پر ادھ موئے پڑے تھے اور کچھ بھاگ گئے تھے' اس نے اپنی ضد پوری کرلی تھی' حویلی کو جلا دیا تھا اور یہی وہ جذبات کا انتہائی مقام تھا جہاں جسپال کے لیے تمام حدیں ختم ہوگئی تھیں۔ وہ دھیرے دھیرے چلتا ہوا بلجیت کے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاس جا پہنچا' جو شراب کے نشے میں دھت تھا اور اس کی آنکھوں سے نفرت کے شعلے نکل رہے تھے۔ جسپال چند لمحے اس کی طرف دیکھتا رہا' پھر اپنا پسٹل بیلٹ میں اڑستے ہوئے دائیں ہاتھ کا زوردار تھپڑ بلجیت کے منہ پر دے مارا۔ وہ لڑکھڑا گیا' پھر جسپال نے اسے گریبان سے پکڑ کر گھونسا اس کے منہ پر دے مارا۔ اس نے ذرا سی مزاحمت کی' لیکن تب تک جسپال نے اس کی دھنائی شروع کر دی۔ اسے یہ احساس ہی نہیں ہو رہا تھا کہ وہ بلجیت کے کہاں کہاں مار رہا ہے' وہ لڑکھڑا کر زمین پر گر گیا تو جسپال نے پوری طاقت سے ٹھوکر اس کے سر پر ماری' اس کی دستار اتر گئی اور کیس کھل گئے۔ تبھی وہ اس کے منہ پر ٹھوکریں مارنے لگا۔ اس کے منہ سے کراہیں نکلنے لگیں۔ جسپال نے ایک پاؤں اس کی بغل میں رکھا اور پوری قوت سے اس کا ہاتھ کھینچ کر بازو نکال دیا۔ بلجیت کی چیخ فضا میں بلند ہوگئی۔ جسپال نے ادھر ادھر دیکھا' اسے برگد کے درخت تلے لاٹھیاں اور ڈنڈے پڑے دکھائی دیئے۔ جسپال نے بھاگ کر ان میں سے ایک ڈنڈا اٹھایا جو کافی موٹا اور مضبوط تھا۔ پہلے اس نے بلجیت کی بائیں ٹانگ پر پنڈلی کے پاس ضربیں لگانا شروع کر دیں' بلجیت ذبح کیے ہوئے بکرے کی طرح ڈکارنے لگا تھا۔ تین چار ضربوں کے بعد اس کی پنڈلی ٹوٹ گئی' تو دوسری پر طاقت آزمائی کرنے لگا۔ اسے توڑنے کے بعد اس کا وہ بازو توڑنے لگا جو ابھی سلامت تھا۔ پہلا تو جڑ سے نکل کر بے حس وحرکت ہوگیا تھا۔ بلجیت ہوش وحواس سے بے گانہ ہو چکا تھا' اس وقت جسپال مٹی کے تیل کا وہ کین اٹھا چکا تھا' جو ستھ کے قریب پڑا تھا' اور حویلی کے جلانے کے کام نہیں آیا تھا کہ پولیس کی گاڑیاں وہاں آن پہنچیں' اس کے ساتھ ہی گاؤں کے لوگوں کا ایک اژدھام وہاں آ گیا۔ پولیس کے انچارج نے اونچی آواز میں کہا۔

''رک جاؤ جسپال......! اب کوئی حرکت نہ کرنا۔''

''تم رک جاؤ پولیس والو! تم کچھ نہیں کر سکتے' میں ان بے غیرتوں کو سبق سکھا رہا ہوں جو دوسروں کا گھر جلاتے ہیں۔ تم بھی انہی کی ساتھ شامل ہو۔''

''بکواس بند کرو اور اپنا آپ ہمارے حوالے کر دو۔ ورنہ میں گولی مار دوں گا۔'' پولیس انسپکٹر نے کہا۔

''گولی مجھے بھی چلانا آتی ہے۔ چلاؤ' دیکھیں کون مرتا ہے۔'' جسپال نے اپنا پسٹل نکالتے ہوئے کہا۔

''دیکھو پلیز......! میں مانتا ہوں کہ بلجیت نے زیادتی کی ہے' اور تم نے جو کچھ بھی کیا ہے اپنے دفاع میں کیا ہی' میں تمہیں گرفتار نہیں کرتا' تم چاہو تو جا سکتے ہو' اب بلجیت کو کچھ نہ کہو......'' وہ لجاجت سے بولا تو جسپال نے پوچھا۔

''وہ بندے جو تم یہاں سے لے کر گئے ہو' کیوں......؟''

''ہمیں حکم ملا تھا کہ انہیں گرفتار کر کے جالندھر لایا جائے' ہمیں کیا معلوم تھا کہ یہاں ایسی سازش ہے' پلیز' اسے چھوڑ دو اور چلے جاؤ۔ میں تمہارے بندے بھی چھوڑ دوں گا۔''

''تم نہ بھی چاہو انہیں چھوڑنا تو وہ تمہیں چھوڑنا پڑیں گے۔ میں جا رہا ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ پھر اس میں بیٹھ کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اس کا رخ نجانے کدھر تھا' اس کے ساتھ ہی انوجیت بھی نکل گیا۔

☆ ☆ ☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میں اپنی گلی میں پہنچا تو مجھے دور ہی سے اپنا گھر جلنے کے آثار دکھائی دے گئے۔ میرے دل میں بھڑکتی ہوئی آگ کا دھواں میرے دماغ کو بوجھل بنا رہا تھا۔ میرا دوران خون تیز ہونے لگا تھا اور میرا غصہ میرے دماغ میں ٹھوکریں مارنے لگا۔ میں جوں جوں اپنے قدم گھر کی جانب بڑھا رہا تھا' میری حالت غیر ہوتی جا رہی تھی۔ پیرزادہ وقاص مجھے گاؤں کے قریب اتار کر چلا گیا تھا۔ جس وقت میں جیپ سے اتر رہا تھا۔ اس وقت اس نے ایک پسٹل میری جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔

''جمال......! اگر تم میرے پاس آنا چاہو تو پھر دیر مت کرنا' جو کہو گے وہی کریں گے۔ میرا مشورہ یہی ہے کہ گاؤں میں زیادہ دیر نہ رہنا۔''

میں نے اسے کوئی جواب نہیں دیا تھا اور چپ چاپ اپنے گھر کی جانب چل پڑا تھا۔ میں اپنے گھر کے گیٹ پر رکا' جلے ہوئے گھر کو دیکھ رہا تھا' میرا دل کٹ کر رہ گیا۔ میں صحن میں گیا تو ہر کمرہ ہی نہیں دیواریں بھی سیاہ ہو چکی تھیں۔ چھت والا کمرہ ٹوٹ کر گر چکا تھا' ایک ہی نگاہ میں اندازہ ہو گیا تھا کہ اب وہاں کچھ بھی نہیں بچا ہے' سب کچھ خاکستر ہو گیا ہے۔ میں نے محسوس کیا کہ اگر میں زیادہ دیر وہاں رہا تو میرا دماغ خراب ہو جائے گا' جس گھر میں' میں نے شعور کی آنکھ کھولی' جو صحن میرے بچپن اور جوانی کا گواہ تھا' وہاں اب کچھ نہیں بچا تھا۔ اگرچہ میرا دل رو رہا تھا' لیکن میری آنکھوں میں نمی نہیں اتری تھی۔ شاید میرے اندر آگ ہی اس قدر زیادہ تھی۔ میں پلٹ کر گھر سے باہر آ گیا۔ اب میرے لیے دنیا بھر کے کاموں سے زیادہ یہی اہم ترین کام تھا کہ میری ماں کہاں ہے؟ میری آمد کے بارے میں شاید معلوم ہو گیا تھا' اس لیے گلی کے لوگ باہر نکلنا شروع ہو گئے تھے۔ سبھی مجھے یہ بتانا چاہ رہے تھے کہ انہوں نے آگ لگتے ہوئے دیکھا' بندے شاہ زیب کے پروردہ تھے۔ لیکن کسی کے پاس اس سوال کا جواب نہیں تھا کہ میری ماں کدھر ہے؟ میں کچھ دیر ان کے پاس رہا' پھر چوک کی طرف چل پڑا۔

شاید میری آمد کی اطلاع جنگل کی آگ کی طرح پورے گاؤں میں پھیل چکی تھی' اس لیے جیسے ہی میں چوک میں برگد کے درخت تلے پہنچا' وہاں کئی نوجوان اور بزرگ جمع ہو گئے تھے۔ بھیدہ مجھے دور سے آتا ہوا دکھائی دیا۔ وہ تیز تیز آ رہا تھا۔ اس نے دور ہی سے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔

بلاشبہ وہ اکیلے میں بات کرنا چاہ رہا تھا۔ میں ان سب لوگوں سے نکل کر بھیدے کے پاس چلا گیا۔

''چلو آ...... گھر چل کر بات کرتے ہیں؟'

''نہیں! گھر نہیں جانا' تو صرف یہ بتا کہ اماں کے......''

''وہی تو کہہ رہا ہوں' سکون سے بتاتا ہوں۔ چل آ......!'' بھیدے نے کہا تو میں اس کے ساتھ چل پڑا۔ لیکن چند قدم چلنے کے بعد کہا۔

''نہیں بھیدے...... میں نہیں چاہتا کہ تو بھی دشمنوں کے ظلم کا شکار ہو جائے' تو نے مجھے جو بتانا ہے یہاں بتا دے' یا پھر ڈیرے پر چل' میں وہیں آتا ہوں۔''

وہ چند لمحے میری طرف دیکھتا رہا' پھر بولا۔

''چھاکا مجھے بتا کر گیا ہے۔ وہ اماں کے ساتھ سوہنی کو لے کر قصبے میں چلا گیا ہے۔ وہ وہیں ہے' لیکن چھپا ہوا ہے' کہہ رہا تھا کہ جب تک تو پولیس کے چنگل سے نکل نہیں آتا' تب تک وہ وہیں رہے گا' قصبے میں' وہ کہاں ہیں' یہ مجھے نہیں معلوم۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ٹھیک ہے تو جا' ڈیرے کا خیال رکھنا۔ میری اگر قسمت میں ہوا تو دوبارہ آن ملوں گا۔'' میں نے کہا اور واپس درخت تلے آ بیٹھا۔

میں درخت کے تلے صرف اس لیے جا کر بیٹھا تھا کہ جہاں گاؤں والوں کو معلوم ہو جائے کہ میں واپس آ گیا ہوں' وہاں شاہ زیب تک بھی اطلاع پہنچ جائے۔ تیسرا یہ' مجھے یہ خود بخود معلوم ہو جانا تھا کہ میرے ٹولے کے لڑکے گاؤں میں ہیں یا کہیں چھپ چھپا گئے ہیں۔ ظاہر ہے اگر کوئی گاؤں میں ہوتا تو ضرور سامنے آ جاتا کسی سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ وہاں مجھے کوئی بھی نظر نہیں آیا' میں کچھ دیر وہاں بیٹھ کر اٹھ گیا۔ میرا رخ اب قصبے کی طرف تھا۔

اس وقت سہ پہر کے بعد سورج مغرب کی طرف ڈھل رہا تھا۔ میں پیدل چلتا ہوا سڑک پر آ گیا۔ وہاں چند دوکانیں تھیں اور ذرا سا آگے جا کر حویلی کی طرف جانے والا راستہ تھا' میں ایک دکان کی طرف بڑھا' جہاں سے چائے وغیرہ کے ساتھ کھانے پینے کو مل جاتا تھا۔ میں جا کر وہاں بیٹھ گیا اور دکان دار کو اچھی سی چائے بنانے کو کہا۔ میرا مقصد وہاں چائے پینا نہیں تھا' بلکہ کسی ایسے بندے کی تاڑ میں تھا جس کا تعلق کسی نہ کسی طرح حویلی سے ہو۔ دراصل اس وقت میں سخت الجھن میں تھا۔ ایک طرف دماغ یہ کہہ رہا تھا کہ سب سے پہلے اپنی اماں کو تلاش کروں پھر اطمینان کے بعد شاہ زیب سے دو دو ہاتھ کرنا ہوں گے لیکن دوسری طرف میرے اندر کا جانور مطمئن نہیں ہو رہا تھا' وہ چاہتا تھا کہ شاہ زیب کو اس کا سبق سکھا کر ہی جاؤں' میں دراصل وہاں فیصلہ کرنے کے لیے بیٹھا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ مگر میں فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا۔ میری نگاہوں میں ان تینوں کے چہرے گھوم رہے تھے اور میری تمام تر توجہ ان کی طرف تھی۔ اماں اور سوہنی کا تو معاملہ ایک طرف رہا' میں اپنے جگری دوست چھاکے کے گھر جانے کی ہمت نہیں کر سکا۔ وہاں تھا بھی کون؟ اس کا ایک اکیلا باپ، اگر وہ مجھ سے یہ سوال کر دیتا کہ وہ میری وجہ سے غائب کیوں ہے تو میں اسے کیا جواب دیتا۔ اگر انہی لمحات میں مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ وہ تینوں کہاں ہیں اور خیریت سے ہیں تو میں پوری توجہ سے شاہ زیب کو ختم کرنے کے بارے میں سوچتا۔ مگر مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ میں انہی سوچوں میں الجھا ہوا تھا کہ میرے سامنے چائے آ گئی۔ میں دھیرے دھیرے سپ لے رہا تھا اور سوچتا چلا جا رہا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ بھیدے نے اگرچہ مجھے اشارہ دے دیا تھا لیکن اسے بھی پوری امید نہیں تھی کہ وہ قصبے میں کہیں ہوں گے بھی یا نہیں۔ مجھے بہر حال انہیں تلاش کرنے جانا تھا۔ اگر میں انہیں تلاش کر بھی لیتا ہوں تو پھر انہیں کہاں رکھوں گا' یہاں گاؤں میں' جہاں وہ ہر وقت غیر محفوظ ہوں گے؟ یا پھر مجھے سوہنی کی بات ماننا پڑے گی' اور اس کے پاس اماں کو رکھنا ہو گا؟ کیا وہ ملک سجاد اور شاہ زیب کا مقابلہ کر پائے گی؟ کیا وہ وہاں پر محفوظ ہو گی؟ میں خیالوں کی راہ پر بہت دور تک سوچتا چلا گیا تھا۔ میں یہی سوچ رہا' اور میری چائے ختم ہو گئی۔ اسی دوران میں نے سڑک پر دیکھا' دلبر کا دوست جانی شوکر بائیک پر بیٹھا آہستہ آہستہ آ رہا تھا۔ بلاشبہ وہ مجھے تلاش کر رہا تھا کیونکہ اس کی جیسے ہی مجھ پر نگاہ پڑی' وہ چونک گیا اور میری طرف بڑھ آیا۔ چند لمحوں بعد میرے پاس بیٹھتے ہوئے اس نے کہا۔

''بڑا زوردار حملہ تھا یار، شاہ زیب کے بندوں کا' ہمیں تو بعد میں پتہ چلا.....''

''تو پتہ کر سکتا ہے کہ اس وقت شاہ زیب کہاں ہے؟'' میں نے سرد سے لہجے میں پوچھا تو وہ فوراً بولا۔

''وہ کل رات سے یہاں پر نہیں ہے۔ سنا ہے شہر گیا ہوا ہے' ہو سکتا ہے شام تک واپس آ جائے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''یہ پکی خبر ہے؟'' میں نے پوچھا۔

''ہاں یہ پکی خبر ہے۔'' اس نے تصدیق کی۔

''چلو پھر تو ایسے کر' مجھے اپنا بائیک دے' میں رات کسی بھی وقت تیرے پاس آؤں گا' تو ادھر میرے ڈیرے پر رہنا' اور یہ خبر ضرور لینا کہ شاہ زیب واپس آ گیا ہے یا نہیں۔''

''ٹھیک ہے۔'' اس نے بائیک کی چابی مجھے تھماتے ہوئے کہا تو ایک دم سے مجھے خیال آیا۔

''نہیں...... ! تو اپنے گھر ہی رہنا' میں تمہیں تلاش کر لوں گا۔ پھر تو شاہ زیب کی پکی خبر رکھنا۔'' میں نے کہا اور اٹھ گیا۔

اس وقت میں بائیک پر بیٹھا ہی تھا اور چابی اگنیشن میں لگائی ہی تھی کہ قصبے کی طرف سے پولیس گاڑیاں آتی ہوئی دکھائی دیں۔ میں چونک گیا' نجانے کیوں میری چھٹی حس نے مجھے خطرے کا احساس دے دیا۔ میں اس طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔ اگر وہ حویلی کی جانب مڑ جائیں تو خطرے والی کوئی بات نہیں تھی لیکن اگر وہ آگے آتی ہیں تو مجھے اپنا بچاؤ بہر حال کرنا چاہیے تھا۔ میں نے انتظار کرنا مناسب نہیں سمجھا بلکہ وہاں سے نکل پڑا' میں سڑک کنارے چلتا ہوا گاؤں کی طرف ایک پگڈنڈی پر اتر گیا۔ پولیس گاڑیاں وہیں سڑک پر دکانوں کے پاس رک گئی تھیں۔ کیا میری مخبری ہوگئی تھی؟ اگرچہ مجھے یقین نہیں آ رہا تھا لیکن مجھے بہر حال احساس ضرور ہو گیا تھا۔ میں رکا نہیں' بلکہ گاؤں کے اوپر سے نکلتا ہوا چل پڑا۔ مجھے قصبے تو جانا ہی تھا۔ ایک لمبا چکر کاٹ کر میں نہر کنارے آ گیا۔ میں نے سڑک کا راستہ نہیں لیا' بلکہ نہر کنارے چلتا چلا گیا' اس وقت اندھیرا پوری طرح پھیل چکا تھا۔ جب میں قصبے کے قریب پہنچ گیا۔

میرے لیے سب سے اہم سوال یہی تھا کہ چھاکا' اماں اور سوہنی کو لے کر کہاں جا سکتا ہے؟ میرے ذہن میں تین ہی نام تھے۔ وہ تینوں میرے جگری دوست تھے اور چھاکے کو ان کے بارے میں پوری طرح علم تھا۔ وہ انہی پر یقین کر سکتا تھا' ان تینوں کے گھر مجھے باری باری جانا تھا۔ میں نے اپنے ذہن میں ایک ترتیب رکھی اور قصبے کی گلیوں میں گھس گیا۔ تقریباً بیس منٹ بعد میں اپنے پہلے دوست کے گھر پر تھا۔ اگرچہ اس سے کچھ دیر گپ شپ کرتا رہا' مگر کہیں بھی اس کی باتوں سے مجھے یہ احساس نہیں ہوا کہ اماں' سوہنی اور چھاکا اس کے پاس ہوں گے۔ اس طرح جب میں سہیل کے گھر گیا تو وہ مجھے دیکھتے ہی کھل گیا۔

''اوئے تو صبح کا کدھر غائب ہو گیا تھا' ہم تو سوچ سوچ کر پاگل ہو گئے کہ تو' یا تو پولیس کے ہاتھوں کھپ گیا یا پھر فرار ہو گیا...... چل آ اندر آ......''

''تو مجھے کہاں تلاش کرتا رہا۔'' میں نے محتاط انداز میں پوچھا تو وہ گیٹ کھولتے کھولتے رک گیا۔

''میں اور چھاکا' صبح ہی تھانے گئے تھے' اس وقت تک وہ تجھے لے کر نکل گئے تھے۔ پتہ یہی چلا کہ وہ تجھے شہر کی عدالت میں لے کر جائیں گے' ہم جب وہاں پہنچے ہیں تو پتہ چلا کہ تم آئے ہی نہیں ہو۔''

''پھر......؟'' میں نے پوچھا۔

''پھر کیا' ہم سب ہی پریشان ہو گئے۔ اک کانسٹیبل سے ذرا سا سراغ ملا تھا کہ تمہیں راستے ہی میں اتار دیا تھا بس پھر ہم نے اپنے طور پر

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اندازے لگائے' تو بتا گیا کدھر تھا؟'' اس نے انتہائی تجسس سے پوچھا۔

''وہ تو میں تجھے بتاتا ہوں لیکن تو یہ بتا کہ اماں اور سوہنی کدھر ہیں' اب چھاکا کہاں پر ہے؟''

''وہ تو شام کے وقت چلے گئے لاہور' ابھی راستے ہی میں ہوں گے' سوہنی نے جیپ منگوائی تھی۔ اس میں گئے ہیں۔'' سہیل نے مجھے بتایا۔

''اوہ...... !'' میرے منہ سے بے ساختہ نکل گیا۔'' ویسے وہ خیریت سے تھے نا......؟'' میرے انداز پر وہ حیران ہوتا ہوا بولا۔

''وہ ٹھیک تھے۔ چھاکے کو اطلاع ملی تھی کہ شاہ زیب وغیرہ حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ انہیں لے کر سیدھا میرے پاس آ گیا۔ آج صبح مجھے اطلاع ملی کہ...... خیر' آ' اندر آ۔'' وہ چونکتے ہوئے بولا۔ میں نے بائیک اندر کر لی اور صحن میں آ کر بیٹھ گیا۔ بھابی کچن میں تھی' اور بچے اندر ٹی وی دیکھ رہے تھے۔

''اب مجھے بتا' وہ کب گئے ہیں؟''

''یہی کوئی دو گھنٹے پہلے' ان کا پروگرام یہی ہے کہ چھاکا انہیں چھوڑ کر واپس آ جائے گا۔ پھر ہم دونوں تیرا کوئی سراغ تلاش کریں گے...... وہ تیرے لیے پریشان تھے......'' یہ کہہ کر اس نے اپنی جیب سے سیل فون نکالا اور نمبر ملاتے ہوئے بولا۔'' لے بات کر لے ان سے' تجھے اطمینان ہو جائے گا۔'' کچھ دیر بعد رابطہ ہو گیا' فون سوہنی ہی نے اٹھایا تھا۔ میری آواز سنتے ہی وہ چہک اٹھی۔

''تو ٹھیک تو ہے نا جمال......''

''میں ٹھیک ہوں' تو اماں کے بارے میں بتا' چھاکا کدھر ہے؟''

''وہ دونوں ٹھیک ہیں اور میرے ساتھ لاہور جا رہے ہیں۔ تو بھی ایسا کر لاہور ہی آ جا' وہاں اطمینان سے بیٹھ کر کچھ سوچتے ہیں۔''

''تو میری اماں سے بات کروا......'' میں نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ چند لمحے بعد اماں کی آواز فون میں گونج اٹھی۔

''میں ٹھیک ہوں پتر! تو اپنی سنا۔''

''بس جب تک تیرا پتہ نہیں مل رہا تھا' میں پریشان تھا' اب میں پریشان نہیں ہوں۔''

''تیرے لیے وہاں بہت خطرہ ہوگا' جیسا یہ کہتی ہے' ویسے مان لے......'' اماں نے کہا۔

''اماں...... ! تو بس دعا کر...... میں سارے مسئلے حل کر لوں' پھر سکون ہوگا۔ چھاکے سے میری بات کروا دے۔''

چند لمحے بعد چھاکا لائن پر تھا۔

''تو فکر نہ کر جمال...... ! میں انہیں لاہور چھوڑ کر واپس آ جاؤں گا تو ادھر سہیل کے پاس ہی ٹھہر' میں نے وقت سے پہلے ہی اماں اور سوہنی کو وہاں سے نکال لیا تھا۔ دوسرا تیرے چھت والے کمرے کا سارا سامان بھی ٹھکانے لگا دیا تھا۔ تو فکر نہ کر' میں آ جاؤں تو دونوں مل کر سب کچھ کریں گے۔ اگر کہتا ہے تو ہم واپس آ جاتے ہیں۔''

''نہیں...... سوہنی کے ذہن میں کوئی محفوظ ٹھکانہ ہوگا' انہیں وہاں چھوڑ کر تو فوراً واپس آ جا' تیری ضرورت ہے مجھے۔ سوہنی سے بات کروا۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ہاں بول جمال کیا کہتا ہے۔'' سوہنی کی کھنکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''سوہنی......! تیرے پاس کوئی ایسا ٹھکانہ ہے جہاں تم اور اماں محفوظ رہ سکو اور ملک سجاد......؟''

''تو فکر نہ کر...... میرا نمبر ہے نا تیرے پاس...... اس سے رابطہ رہے گا' بلکہ نہیں...... میں لاہور جاتے ہی اپنا نمبر تبدیل کرلوں گی' اور چھاکے کو دے دوں گی' تو مجھ سے رابطہ رکھنا' سب ٹھیک ہو جائے گا۔''

''ٹھیک ہے' میں چھاکے کا انتظار کروں گا۔ اسے کل تک بھجوا دینا واپس۔'' میں نے کہا اور پھر چند باتوں کے بعد فون بند کر دیا۔

مجھے اطمینان ہو گیا تھا۔

میں نے سہیل کو ساری روداد بتائی تو وہ چند لمحے سوچتا رہا' پھر بولا۔

''اب تجھے بہت محتاط رہنا ہوگا جمالے۔ ایک طرف شاہ زیب ہے تو دوسری طرف پولیس' اور یہ جو پیرزادہ وقاص ہے نا اس پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا' ایسے لوگ دوسروں کو فقط شطرنج کا مہرہ خیال کرتے ہیں۔ جس سے شاہ کو بھی مارا جا سکتا ہے یا پھر اگر پٹ جائیں تو انہیں فرق نہیں پڑتا۔''

''میں سمجھتا ہوں سہیل' اب میں چلتا ہوں۔'' میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''کہاں جائے گا تو...... ادھر سکون سے سوجا' ابھی کھانا کھاتے ہیں۔ پھر گپ شپ کریں گے۔'' سہیل نے بے تکلفی سے کہا تو میں انکار میں سر ہلاتے ہوئے بولا۔

''نہیں! مجھے ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ تیرا شکریہ اب بس مجھے اجازت دے۔''

''نا بھائی...... کھانا کھا کر جانا' بس پانچ منٹ میں لائی۔'' بھابی نے کچن میں سے کہا تو مجھے وہاں بیٹھنا پڑا۔

رات کا پہلا پہر گزر چکا تھا۔ جب میں سہیل کے گھر سے نکلا۔ میرا رخ گاؤں نور نگر ہی کی طرف تھا۔ میں نے سوچ لیا تھا کہ مجھے کیا کرنا ہے' بیس پچیس منٹ بعد میں اپنے ڈیرے پر تھا۔ بھیدا ابھی سویا نہیں تھا۔ اس نے میرے لیے بستر بچھایا تو دل میں اک ہوک اٹھی۔ دو دن پہلے تک میرا اپنا گھر تھا۔ جسے دشمنوں نے جلا دیا تھا۔ آج اگر میرے پاس یہ ڈیرہ نہ ہوتا تو میں دربدر تھا۔ میں بستر پر لیٹا نہیں' یہی سوچتا رہا' تبھی بھیدہ میرے پاس آکر بیٹھ گیا۔

''تو پریشان نہ ہو جمالے' رب سوہنا کرم کرے گا۔''

''ہاں اس رب ہی سے تو امیدیں ہیں ساری......'' میں نے کہا اور پھر لیٹتے ہوئے اس سے کہا۔ ''بھیدے...... تو ایسا کر یہ بائیک لے جا اور جا کر جانی شوکر کو دے دے' میرے بارے میں پوچھے تو بتا دینا کہ میں ادھر ڈیرے پر ہوں۔''

''میں آجاؤں واپس یا......'' اس نے رکتے ہوئے پوچھا۔

''وہ اگر فوراً تیرے ساتھ چل پڑے تو ساتھ ہی آجانا' ورنہ جیسے تیرا دل چاہے۔'' میں نے کہا اور سکون سے آنکھیں موند لیں۔ کچھ دیر بعد بھیدہ چلا گیا اور میری کب آنکھ لگی' یہ مجھے پتہ ہی نہ چلا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس وقت اندھیرا ہی تھا' جب میری آنکھ کھلی' میں نے آسمان پر نگاہ ڈالی تو ستاروں کی چال بتا رہی تھی کہ رات گزر چکی ہے اور کچھ دیر میں صبح صادق ہونے والی ہے۔ ایسے وقت میں ڈنگروں کا اپنا ایک مخصوص شور ہوتا ہے۔ میں بستر سے اٹھ بیٹھا۔ تبھی مجھے بھیدہ دکھائی دیا جو چارے کی ٹوکری اٹھائے ڈنگروں کی طرف جا رہا تھا۔ وہ چارہ ڈال کر واپس پلٹا تو اس کی نگاہ مجھ پر پڑی۔ تبھی وہ سیدھا میرے پاس آ گیا۔ میں نے پوچھا۔

''ہاں...... ! کیا کہا تھا جانی شوکر نے......؟''

''اس نے کہا تھا تو جا' میں آ جاتا ہوں۔ میں تو پھر واپس آ گیا' مگر وہ نہیں آیا ابھی تک۔''

''چل کوئی بات نہیں۔ آ جائے گا۔'' میں نے کہا اور اٹھ کر نہانے کے لیے چل دیا۔

میں نہا کر واپس اپنی چارپائی پر آیا تو جانی شوکر آیا ہوا تھا۔ علیک سلیک کے بعد اس نے کہا۔

''اچھا ہوا تم کل فوراً ہی نکل گئے۔ پولیس تیرے لیے ہی کل آئی تھی۔ اسے شاہ زیب نے بھجوایا تھا۔ وہ کل پورے گاؤں میں تجھے تلاش کرتے رہے ہیں۔ لگتا ہے تیری مخبری ہوئی ہے۔''

''وہ تو ہونی ہی تھی جانی' میں کل جان بوجھ کر چوک میں بیٹھا رہا تھا۔ گاؤں میں سارے ہی لوگ میرے بجن نہیں ہیں' ان میں بہتر ے دشمن بھی ہیں۔ تو مجھے صرف اتنا بتا کہ شاہ زیب حویلی میں آیا ہے یا نہیں؟''

''نہیں آیا۔'' اس نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''پکی خبر ہے؟'' میں نے تصدیق چاہی۔

''پکی خبر ہے۔'' اس نے زور دیتے ہوئے کہا۔ ''میرا بڑا بھائی حویلی میں ملازم ہے۔ اسے حویلی کے ہر معاملے کی خبر ہوتی ہے ابھی اس سے تصدیق کر کے تیرے پاس آیا ہوں۔''

''ہے کہاں وہ؟'' میں نے پوچھا۔

''شہر ہی گیا تھا' ابھی تک واپس نہیں پلٹا' ممکن ہے وہیں سے کہیں دوسری طرف نکل گیا ہو۔ ہاں! ان بندوں کے بارے میں جان گیا ہوں جنہوں نے تیرا گھر جلایا تھا۔''

''وہ...... کتنے بندے تھے...... کبھی کے......'' میں نے تیزی سے پوچھا تو اس نے مجھے ٹوکتے ہوئے کہا۔

''بندے تو بہت تھے لیکن وہ چار پانچ بندے جو سب سے آگے تھے اور ان کی رہنمائی کر رہے تھے۔ وہ اس وقت ڈیرے پر ہیں۔ شیدا چدھڑ گاؤں میں ہے۔ شاہ زیب نے تیرے گھر کو جلانے کی ذمے داری اس کو دی تھی۔''

''کیا اس وقت وہ گھر پر ہوگا؟'' میں نے پر جوش ہوتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں...... ! وہ گھر ہی ہے' باقی ڈیرے پر ہیں۔'' جانی شوکر نے مجھے بتایا تو میں اٹھ کھڑا ہوا۔

''چل جانی...... ! تو مجھے گاؤں کے باہر چھوڑ دینا' سامنے مت آنا' باقی میں سب دیکھ لیتا ہوں۔'' میں نے کہا تو وہ بھی اٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہم ڈیرے سے نکل کر گاؤں کی طرف جا رہے تھے۔

جانی شوکر مجھے گاؤں کی نکڑ پر اتار کر چلا گیا۔ صبح صادق کا نور ہر طرف پھیلا ہوا تھا اور میں تیز تیز قدموں سے شیدے چدھڑ کے گھر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ چند گلیاں پار کر کے میں اس کے گھر کے سامنے تھا۔ میں یقین کرنا چاہ رہا تھا کہ وہ گھر پر ہے بھی یا نکل گیا ہے۔ میں یہی سوچ رہا تھا کہ اس کے گھر کا دروازہ کھلا اور وہ اپنی بائیک پر باہر نکلا۔ میں نے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر اپنا پسٹل نکالا اور یکے بعد دیگرے دو فائر اس کی ٹانگوں میں دے مارے۔ وہ اس اچانک افتاد پر گھبرا گیا اور اس کے منہ سے چیخیں نکلنے لگیں۔ اگلے ہی لمحے میں اس کے سر پر تھا۔ وہ آنکھیں پھاڑے میری طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں دہشت کے ساتھ حیرت جمی ہوئی تھی۔ وہ چیخنا بھول گیا اور کراہنے لگا۔ صبح ہی صبح فائرنگ کی آواز سے نور نگر گونج اٹھا تھا۔ یہ تو اب ممکن ہی نہیں تھا کہ لوگ اپنے گھروں سے نہ نکلتے' وہ زمین پر گر چکا تھا اور اس کی بائیک اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر ایک طرف گر گئی تھی۔ میں نے اسے جا کر بالوں سے پکڑ لیا اور انتہائی غصے میں کہا۔

''تو نے میرے گھر کو آگ کیوں لگائی ؟''

''سردار...... نے کہا...... معاف کر دو...... میں......'' وہ انتہائی مشکل سے بول رہا تھا۔ اتنے میں اس کے گھر کے اندر سے اس کی بیوی اور بچے نکل آئے۔ اس نے اپنے شوہر کی حالت دیکھی تو چیخ مار کر بڑھی۔

''خبردار! کوئی آگے بڑھا تو گولی مار دوں گا۔'' میرے یوں کہنے پر وہ وہیں رک گئی۔ گاؤں کے ہر بندے کو خبر تھی کہ شیدے چدھڑ نے کیا جرم کیا ہے تو اس کی بیوی کو کیوں معلوم نہ ہوتا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ میں اسکے سر پر سوار کیوں ہوں۔ سو وہ منتوں پر اتر آئی۔

''خدا کے لیے اسے معاف کر دو...... اس سے غلطی ہوگئی...... ہم تیرا سارا نقصان پورا کر دیں گے۔'' وہ چیخ رہی تھی۔ گلی کے لوگ نکل کر تماشہ دیکھ رہے تھے۔ میں اسے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا گلی کے درمیان میں لے آیا اور پھر اسے ٹھوکروں پر رکھ لیا۔ چند لمحوں ہی میں وہ بے دم ہو کر بے ہوش ہو گیا۔ تب میں نے پسٹل سیدھا کیا اور اس کے سر کا نشانہ لے کر ٹرائیگر دبانا ہی چاہتا تھا کہ اس کی جوان بیٹی میرے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے نہایت آزردہ لہجے میں روتے ہوئے کہا۔

''میرے باپ کو معاف کر دو......''

میں نے ایک لمحہ اسے دیکھا' پھر پسٹل ہٹاتے ہوئے کہا۔

''جا بیٹی' تیرے صدقے معاف کیا۔''

یہ کہہ کر میں پلٹا' اس کی بائیک اٹھائی اور کسی کی طرف دیکھے بغیر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ میرا رخ دلبر کے ڈیرے کی طرف تھا۔ جہاں مجھے جانی شوکر نے ملنا تھا۔ وہ میرا ناشتہ لے کر وہاں پہنچا ہوا تھا۔ میں نے تیزی سے ناشتہ کیا' شیدے چدھڑ کے بارے میں اسے بتایا تو وہ بولا۔

تو اکیلا کب تک ان کی ساتھ لڑتا رہے گا۔ چند بندے تیرے ساتھ ہونے چاہئیں۔''

''یار بندے اکھٹے کرنے کو تو میں ایک گھنٹے میں کر لوں' پتہ نہیں کون کون علاقے بھر میں میرے انتظار میں بیٹھا ہوگا' مگر میں ان میں سے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کسی کا بھی نقصان نہیں چاہتا' اب میری اور شاہ زیب کی جنگ شروع ہو گئی ہے۔ دیکھتے ہیں آگے کیا ہوتا ہے؟''

''نہیں جمالے! تو اکیلا ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا' تجھے ساتھیوں کی ضرورت پڑے گی' میں بہت سارے ایسے شہ زوروں کو جانتا ہوں جو شاہ زیب کے مخالف ہیں انہیں ساتھ......''

''جس طرح سانپ اور شیر کے بارے میں پتہ نہیں ہوتا کہ وہ جنگل میں کب اور کہاں مل جائیں' اسی طرح میرے بارے میں کسی کو معلوم نہیں ہونا چاہیے کہ میں کہاں ہوں' لوگوں کی بھیڑ تو ہر وقت نشانہ ہی کرتی رہے گی۔'' میں نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

''جیسے تیری مرضی' پر ایک اکیلا اور دو گیارہ ہی ہوتے ہیں۔'' جانی شوکر نے دوبارہ مجھے یاد دلاتے ہوئے کہا۔ میں اسے اب کیا بتاتا کہ میرا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے' مجھے خود سر چھپانے کو جگہ نہیں تھی' اتنے لوگوں کو کہاں رکھتا۔ میں نے یہی بات جب جانی شوکر کو سمجھانے کی کوشش کی تو اس نے کہا۔

''واہ......! جمالے واہ! شاہ زیب نے تیرا ٹھکانہ چھین لیا تو اس کا چھین لے۔ حویلی پر قبضہ نہیں کر سکتا نہ کر' کم از کم اس کا ڈیرہ تو تیرے قبضے میں ہو۔ پھر دیکھنا کتنے لوگ تیرے ساتھ آ کر شامل ہوتے ہیں۔ ان جاگیرداروں' زمینداروں کے ظلم وستم کے ستائے نہ جانے کتنے لوگ اپنے دل میں غصہ دبائے بیٹھے ہیں۔ ناراض مت ہونا' میں کوئی تیری محبت میں تیرا ساتھ نہیں دے رہا' بلکہ میرے دل میں ان بے غیرت جاگیرداروں کی نفرت تیری مدد پر مجبور کر رہی ہے۔''

''چل پھر اٹھ' آر یا پار' ڈیرے پر قبضہ جماتے ہیں' یا پھر ہم نہیں...... بول کیا کہتا ہے؟'' میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تو وہ فوراً اٹھ گیا۔

''چل...... پہلے گاؤں چلتے ہیں وہاں سے کچھ اسلحہ لے لیں' ممکن ہے میرے دو چار بندے بھی ساتھ ہو جائیں۔'' ہم دونوں ڈیرے پر سے اٹھے اور اپنی اپنی بائیک پر گاؤں چلے گئے۔ سورج کی روشنی ہر طرف پھیل گئی تھی۔ میرے گاؤں میں داخل ہوتے ہی لوگ مجھے یوں دیکھنے لگے تھے جیسے پہلی بار دیکھ رہے ہوں۔ ظاہر ہے انہیں شیدے جدھڑ کے بارے میں پتہ چل گیا ہو گا۔ میں نے کسی کی پروا نہیں کی اور نہ ہی کسی کے ساتھ بات کرنے کی کوشش کی۔ جانی شوکر اپنے گھر سے دو گنیں اٹھا لایا تھا۔ میں نے پسٹل کے لیے کچھ فاضل راؤنڈ بھی منگوا لیے تھے۔ ہم صرف دو تھے اور ہمیں معلوم نہیں تھا کہ ڈیرے پر کتنے لوگ ہوں گے۔ مجھے جانی شوکر کا حوصلہ دیکھ کر بہت خوشی محسوس ہو رہی تھی۔ ہم دونوں ہی ڈیرے کی جانب چل نکلے۔

گاؤں سے نکل کر ہم پکی سڑک پر آ گئے۔ صبح کے وقت لوگ اپنے اپنے کام کی طرف جا رہے تھے۔ ہم ان کی قریب سے تیزی کے ساتھ نکلتے ہوئے اس کچی سڑک پر آ گئے جہاں سے ڈیرے کی طرف جایا جاتا تھا۔ ہم تیزی سے ڈیرے کے قریب ہوتے چلے جا رہے تھے' یہاں تک کہ ڈیرے سے دو تین ایکڑ کے فاصلے پر رک گئے۔ تبھی میں نے جانی سے کہا۔

''میں ڈیرے کی پچھلی طرف سے اندر جاتا ہوں' پہلے چھت پر جاؤں گا' اور پھر اندر اتروں گا۔ تم تیار رہنا' جیسے ہی اندر سے گولی چلنے کی آواز آئے' تم دروازے کی طرف سے اندر آنا' جو بھی سامنے آئے ایک لمحہ کی تاخیر کیے بنا گولی مار دینا' ورنہ وہ تجھے گولی مار دے گا۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''سمجھ گیا۔'' اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ میں نے بائیک وہیں کھڑی کی اور تیزی سے ڈیرے کے پچھواڑے چلا گیا' جہاں سے میں ایک بار پہلے بھی چھت پر گیا تھا۔ اس وقت تو اندھیرا تھا' اس لیے بہت محتاط تھا۔ لیکن اب دن کے وقت سب کچھ صاف تھا۔ میں تیزی سے چڑھتا چلا گیا تھا۔ چھت پر پہنچ کر میں نے منڈھیر سے نیچے جھانکا' صحن میں کوئی بھی نہیں تھا۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ اندر کتنے لوگ ہوں گے۔ میں نے چھت پر سے گھوم کر نیچے اندازہ لگانے کی کوشش کی' برآمدے میں بھی مجھے کوئی بندہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہاں کوئی ہلچل نہ پا کر مجھے الجھن ہونے لگی۔ ایسا ہو نہیں سکتا تھا' جانی نے مجھے پکی خبر دی تھی کہ اندر پانچ سات بندے تو ہیں۔ جنہوں نے میرے گھر کو آگ لگائی تھی۔ میں کئی منٹ تک تذبذب کا شکار رہا' میں انتظار کروں یا نیچے جاؤں' یہ تو ہو نہیں سکتا تھا کہ ڈیرہ خالی ہو۔ میں نے انتظار کرنا زیادہ مناسب سمجھا۔ تقریباً پندرہ منٹ گزر جانے کے بعد ایک بندہ برآمدے میں سے وارد ہوا اور وہ ٹہلنے والے انداز میں باہر کی طرف جانے لگا' میں مزید صبر نہ کر سکا اور میں نے اس پر فائر داغ دیا۔ اس کی چیخ فضا میں بلند ہوگئی۔ اس کے گمان میں بھی نہیں تھا کہ کوئی اس پر فائر کر سکتا ہے۔ میں نے اس کے شانے کے قریب کا نشانہ لیا تھا۔ اگلے ہی لمحے وہ مچھلی کی مانند تڑپتا ہوا زمین پر آ رہا۔ تقریباً دو منٹ کے اندر اندر چھ سات بندے برآمدے کی مختلف اطراف سے برآمد ہوئے' اس سے پہلے کہ وہ صورت حال کو سمجھتے میں نے ان پر فائر کھول دیا۔ تبھی دروازے کی طرف سے جانی اندر داخل ہوا' اس نے اپنے سامنے ان بندوں کو پا کر گن سے فائر کرنا شروع کر دیا۔ کس کے کہاں گولی لگتی ہے یہ قطعاً اندازہ نہیں تھا۔ وہ تقریباً سارے ہی خون میں لت پت صحن میں پڑے ہوئے تھے۔ ان کے علاوہ کوئی اندر سے باہر نہیں نکلا تھا۔ مجھے کوئی اندازہ نہیں تھا کہ اب مزید کتنے بندے اندر ہیں۔ میں جانی کو نیچے اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا' اس لیے آناً فاناً سیڑھیاں پھلانگتا ہوا نیچے صحن میں آ گیا۔ پہلے وہ میرے فائر کی زد میں تھے اب کوئی بھی گولی کسی بھی کمرے سے میرے بدن کو چاٹ سکتی تھی لیکن یہ رسک لینا تھا۔ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ میں نے محتاط انداز میں چاروں طرف دیکھا تو چاچا بیرو کچن کے دروازے کے پیچھے چھپا ہوا دکھائی دیا۔ میں نے جانی کو چھپنے کا اشارہ کر کے سیدھا چاچے بیرو کے پاس چلا گیا۔ صحن میں چیخ و پکار اور کراہیں اٹھ رہی تھیں۔

''ان کے علاوہ کتنے بندے ہیں اور کہاں ہیں؟''

''اس میں ہیں۔'' چاچے بیرو نے انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وہ دائیں طرف کا ایک لمبا کمرہ تھا۔ میں نے اسے نگاہوں میں رکھتے ہوئے جانی کو اشارہ کیا وہ تیزی سے بھاگتا ہوا اس کے دروازے کے ساتھ جا لگا۔ صحن میں پڑے زخمی بندے کچھ بھی کر سکتے تھے۔ اپنی بقا کے لیے تو بلی بھی گلے پڑ جاتی ہے وہ تو پھر سمجھ بوجھ والے انسان تھے۔ میں ان کے سر پر جا کھڑا ہوا اور زور سے پکار کر پوچھا۔

''تم میں نے کس کس نے میرے گھر کو آگ لگائی تھی......؟''

ان میں سے کوئی نہیں بولا بلکہ موت کو اپنے سامنے دیکھ کر ان کی آنکھوں میں دہشت کے ساتھ ساتھ وحشت بھی دکھائی دے رہی تھی۔

''ہمیں......معاف......معاف کر دے۔'' ان میں سے ایک تنومند بندے نے کہا۔

''اس کی ایک ہی صورت ہے' تم میں سے جو بھاگ کے یہاں سے جا سکتا ہے وہ چلا جائے' جو نہ جا سکا اس کی قبر یہیں اس ڈیرے میں بنی ہوگی۔ میں دس تک گنوں گا......ایک......''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

انہوں نے ناقابل یقین انداز سے میری طرف دیکھا' پھران میں ہلچل آ گئی۔ وہ کل سات لوگ تھے۔ ایک بے ہوش پڑا تھا۔ وہ اسے گھسیٹتے ہوئے لے جانے لگے۔

''دو......''

ان میں تیزی آ گئی۔ اپنے زخموں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے وہ باہر نکلنے کو بے تاب تھے۔ دو لوگوں نے بے ہوش بندے کو ڈنڈا ڈولی کیا اور باہر کی جانب چل پڑے۔

''چار......پانچ......چھ......''

وہ ڈیوڑھی کے پاس پہنچ گئے۔

''آٹھ......''

وہ دروازہ پار گئے۔ تب میں نے اس کمرے کی طرف توجہ کی' جدھر چاچے بیرو نے اشارہ دیا تھا۔ میں نے دروازہ کھولا اور باہر ہی سے جھانک کر دیکھا' اندر کوئی ہلچل نہیں تھی۔ میں نے جانی کو باہر کا دھیان رکھنے کو کہا اور ایک دم سے اندر چلا گیا۔ اندر سے ذرا بھی مزاحمت نہیں ہوئی۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ایک کونے میں دو لڑکیاں اور ایک بوڑھا آدمی بندھے ہوئے پڑے تھے' ان کی آنکھوں میں خوف تیر رہا تھا اور وہ سہمے ہوئے تھے۔ جلدی سے باہر آ گیا۔ میں نے جانی کو بتایا تو اس نے کہا

تُو ان سے پوچھ کہ یہ کون ہیں۔ میں دروازہ بند کر کے آتا ہوں۔''

''نہیں' دروازہ بند نہیں کرنا' بلکہ چھت پر چلا جا' دور دور تک دشمن کے بارے میں پتہ چلے گا۔ اور جو بندے ابھی باہر گئے ہیں انہیں دیکھ اگر کوئی گڑبڑ کریں تو گولی مار دینا' ابھی تو وہ صرف زخمی ہیں۔''

میری مزید بات سنے بغیر وہ سیڑھیوں کی جانب بھاگا' میں کمرے میں چلا گیا۔ اس بار میں نے ان ''قیدیوں'' کو دیکھا۔ ایک بوڑھا دیہاتی اور دونوں لڑکیاں بھی دیہاتی ہی تھیں۔ ایک لمبے قد کی' جس پر جوانی ٹوٹ کر آئی تھی۔ گورا رنگ اور جسم کے نشیب و فراز سے کوئی بھی مرد متوجہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ دوسری چھوٹے قد کی اور موٹے نقوش والی تھی' اس کا جسم قدرے بھاری تھا' میں نے انہیں رسیوں سے آزاد کیا اور بوڑھے سے پوچھا۔

''بابا......کون ہو تم......اور یہاں کیسے؟''

''میں بتاتی ہوں۔'' اس لمبی لڑکی نے رندھے ہوئے انداز میں کہا۔ ''رات ہی یہ لوگ ہمیں چک سندر سے اٹھا کر لائے ہیں۔''

'''کیوں......؟'' میں نے پوچھا۔

''ہمارا کوئی بھائی نہیں ہے' یہی بوڑھا باپ ہے' ہماری تھوڑی سی زمین ہے' اور شاہ زیب وہ زمین ہم سے لینا چاہتا تھا۔ اب ہماری روزی روٹی وہی ہے تو کیا کریں' کب تک زمین کے پیسے کھائیں گے' ہم نے انکار کیا تو......'' اس نے روتے ہوئے بتایا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''کوئی زیادتی تو نہیں کی......'' میں نے پوچھا۔

''ہمیں مارا بہت ہے' باقی دھمکیاں دیتے رہے ہیں کہ عزت لوٹ لیں گے...... مگر ابھی......'' اس نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

''بابا...... تو یہاں بیٹھ' اور تم لوگ آؤ میرے ساتھ' ایک ایک کمرے کی تلاشی لینی ہے۔'' میں نے کہا اور کمرے سے باہر نکلنے لگا۔

''پر پتر...... تو ہے کون......؟'' بوڑھے نے پوچھا۔

''میں کوئی بھی ہوں' لیکن تیری عزت کا رکھوالا ہوں۔ اب کوئی تجھے تنگ نہیں کرے گا۔ آج ہی تجھے تیرے گھر پہنچا دیا جائے گا۔''

''اللہ سلامت رکھے تجھے۔'' بوڑھے نے دعا دی تو میں باہر نکل آیا۔ میں نے تقریباً آدھے گھنٹے میں وہاں پر موجود ہر کمرہ دیکھ لیا' کوئی بندہ نہیں تھا' دو کمرے خاص اہمیت کے حامل تھے۔ ایک شاہ زیب کا کمرہ جس میں فون رکھا ہوا تھا' اور دوسرا اس کے ساتھ والا جہاں سے اسلحہ ملا تھا' پورا اطمینان کرنے کے بعد میں نے جانی کو بلا لیا۔ وہ نیچے آیا تو ساری صورت حال اس کو سمجھ آ گئی۔ اس نے لڑکی سے کہا۔

''تم لوگ منہ ہاتھ دھو کر وہاں جاؤ اور کھانا وانا کھاؤ...... اب یہ ڈیرہ ہمارے قبضے میں ہے۔ تم اطمینان رکھو' شام سے پہلے تم چک سندر پہنچ جاؤ گے۔ جاؤ۔'' اس کے یوں کہنے پر وہ لڑکیاں تیزی سے واپس اسی کمرے میں چلی گئیں۔ میں شاہ زیب کے کمرے کی طرف گیا۔ ٹیلی فون چل رہا تھا۔ میں نے پیرزادہ وقاص کے نمبر ملائے' کچھ دیر بعد رابطہ ہو گیا۔ میں نے اسے ساری صورت حال بتائی' جسے سن کر وہ بولا۔

''واہ......! اب تو شاہ زیب واپس نہیں آئے گا وہ تو بھاگتا پھر رہا ہے تاکہ پولیس تجھے گرفتار کر لے۔''

''تجھے کیسے پتہ؟'' میں نے پوچھا۔

''وہ پوری کوشش کر کے ڈی ایس پی کا تبادلہ کروا رہا ہے۔ وہ اعلیٰ حکام کے سامنے بیٹھا رو رہا ہے کہ اس کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ اب دیکھیں کیا بنتا ہے۔ خیر! میں بندے بھیجتا ہوں' آدھے پونے گھنٹے تک تیرے پاس پہنچ جائیں گے۔ وہ سمجھو تیرے دوست ہیں' میراں ان سے کوئی تعلق نہیں۔ گاڑی بھی آ رہی ہے۔ اس پر ان لڑکیوں اور بابے کو بھیج دینا۔''

''ٹھیک ہے۔'' میں نے اطمینان سے کہا۔

''اور ہاں...... اس ڈیرے میں آج دن تک یا رات...... بس اس سے زیادہ نہیں رہنا' خطرناک ہو گا۔'' اس نے مجھے سمجھایا۔

''میں سمجھتا ہوں۔'' میں نے اسے باور کرایا۔

''پھر اپنا ٹھکانہ چوہدری شاہنواز کے ڈیرے پر......'' اس نے مجھے بتا دیا کہ آئندہ کیا کرنا ہے' میں نے الوداعی کلمات کے ساتھ فون بند کر دیا۔ میں کافی حد تک مطمئن ہو گیا تھا' لیکن جیسے ہی مجھے شاہ زیب کا خیال آتا' میرے اندر نفرت اور غصے کی لہریں سر ٹکرانے لگتیں۔

☆ ☆ ☆

جسپال رات کے پہلے پہر ہی جالندھر جا پہنچا تھا۔ اوگی پنڈ سے نکلتے وقت اس کے ذہن میں انوجیت ہی کا خیال تھا کہ بعد میں پولیس انہیں تنگ کرے گی وہ تو پہلے ہی عتاب کا شکار ہیں۔ دوسرا اس کا دماغ پر ہرپریت کور چھائی ہوئی تھی۔ وہ زخمی حالت میں گھر پر پڑی تھی۔ ایسے میں اگر

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پولیس والے انہیں تنگ کرتے تو اس گھرانے کے لیے بہت مشکل پیدا ہو جانے والی تھی۔ یہ سب ظلم اس کی وجہ سے ان پر ہونے والے تھے۔ اس کا دل نہیں کر رہا تھا کہ یوں بھاگ کر وہاں سے نکلے' لیکن کیشیو مہرہ کا فون آ گیا تھا' اس نے یہی زور دیا تھا کہ جس قدر وہ جلد ہی اوگی سے نکل سکتا ہے نکل آئے' بعد میں دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔ وہ کیشیو مہرہ کے اصرار پر اوگی سے نکل تو آیا تھا مگر اس کا ضمیر اسے ملامت کر رہا تھا کہ مشکل وقت میں وہ انوجیت اور ہرپریت کو چھوڑ کر جا رہا ہے۔ اوگی پنڈ سے چند کلومیٹر باہر آ جانے تک وہ یہی سوچتا رہا' پھر ایک جگہ اس نے بریک لگا کر گاڑی سڑک کے کنارے روک دی۔ وہ فیصلہ کرنا چاہتا تھا کہ جالندھر جائے یا نہیں۔ ابھی وہ اسی الجھن میں تھا کہ انوجیت کا فون آ گیا۔

''اوجسپال...... جالندھر پہنچے ہو یا نہیں؟''

''نہیں' راستے میں کھڑا ہوں' میرا دل نہیں کر رہا ہے جالندھر جانے کو' میں واپس آنا چاہتا ہوں۔'' اس نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہے پاگل...... اوئے وہ کیوں؟''

''تو اور ہرپریت اکیلے ہو' پھوپھو...... میں اتنے مشکل وقت میں تم لوگوں کو چھوڑ کر کیسے جاؤں۔'' اس نے ٹھہرے ہوئے انداز میں کہا۔

''اونہیں اوئے جسپال' ایسے مت سوچ' یہ حالات تو کچھ بھی نہیں ہیں۔ ہم نے اس سے بھی مشکل اور سخت حالات دیکھے ہیں۔ ہم ان کا مقابلہ نہ کر سکتے ہوتے تو اب تک زندہ ہی نہ ہوتے۔ ان کی جرات نہیں کہ ہماری طرف انگلی بھی اٹھا سکیں۔'' اس نے کافی سخت لہجے میں کہا۔

''وہ تو ٹھیک ہے لیکن میں......'' جسپال نے کہنا چاہا تو وہ ٹوکتے ہوئے بولا۔

''تیرا یہاں رہنا ٹھیک نہیں ہے اور یہ صرف چند دن کی بات ہے' بات پولیس کی نہیں یہاں کے غنڈوں کی ہے' میں نے اپنے لوگ بلوا لیے ہیں' اس کی تم فکر مت کرو' میری پوری کوشش ہے کہ معاملہ قانونی بن جائے' پولیس والے پریال سنگھ وغیرہ کو چھوڑ رہے ہیں لیکن وہ حوالات سے باہر نہیں آ رہے ہیں کیونکہ انہیں غیر قانونی طور پر پکڑا ہے' پولیس والوں کو گمان بھی نہیں تھا کہ تم بلجیت کے ساتھ ایسا کر دو گے۔ کچھ دیر بعد اوگی میں بہت سارے لوگ پہنچ رہے ہیں۔ کیشیو مہرہ بھی اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ آ رہا ہے' تم بس دو چار دن کے لیے اپنے آپ کو محفوظ کر لو۔'' انوجیت نے پوری تفصیل سے سمجھاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے' پھر جیسا تم چاہو۔ میں رابطے میں رہوں گا۔'' انوجیت نے کہا' چند منٹ باتوں کے بعد اس نے فون بند کر دیا۔ فون بند ہوا ہی تھا کہ کیشیو مہرہ کا فون آ گیا۔

''میں جالندھر نکودر روڈ پر ہوں' تم کہاں ہو؟''

''میں بھی اسی روڈ پر جالندھر آ رہا ہوں۔''

''ٹھیک ہے' میری سرخ گاڑی ہے' میرے ساتھ دو تین گاڑیاں اور بھی ہیں۔ راستے میں ملتے ہیں۔'' یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔ جسپال نے گاڑی بڑھا دی۔ تقریباً دس منٹ سفر کے بعد اسے دور ہی سے سرخ گاڑی دکھائی دی۔ جسپال نے فون پر بتا دیا کہ میں تم لوگوں کو دیکھ رہا ہوں۔ اگلے ایک منٹ میں وہ دونوں سڑک پر رک چکے تھے۔ سرخ گاڑی سے کیشیو مہرہ باہر نکلا تو اس کے ساتھ سارے لوگ باہر آ گئے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جسپال بھی باہر آ گیا تو کیشیو مہرہ نے کہا۔

''جسپال! تم اپنی چھوڑ کر اس سرخ گاڑی میں آ جاؤ اور اپنی گاڑی ہمیں دے دو' یہاں سے دشمنوں کے لیے تمہارا سراغ ختم ہو جانا چاہیے۔تم دو دن سکون کرو' پھر دیکھتے ہیں کیا کرنا ہے' بلجیت کے بارے میں اطلاعیں چندی گڑھ سے دہلی تک پہنچ گئی ہیں۔ بہت احتیاط کرنا۔''

''او کے۔'' جسپال نے کہا اور اپنی گاڑی سے پسٹل کے علاوہ دوسری چیزیں نکال کر سرخ گاڑی کی جانب بڑھا۔ اس نے پسنجر سیٹ والا دروازہ کھولا تو اس کی نگاہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی ایک لڑکی پر پڑی' وہ جیسے ہی بیٹھا' لڑکی نے گاڑی بڑھا دی۔ پھر تیزی سے یوٹرن لے کر واپس جالندھر کی جانب چل دی۔ جسپال نے بیک مرر میں دیکھا' کیشیو مہرہ کی گاڑیاں بھی چل پڑیں تھیں اور لمحہ بہ لمحہ ان کے درمیان فاصلہ بڑھتا چلا گیا تھا۔ تبھی ڈرائیونگ کرتی ہوئی لڑکی نے کہا۔

''ہائے جسپال! نمریتا نام ہے میرا۔ نمریتا کور.... اب چونکہ دو چار دن ہم نے ساتھ ہی رہنا ہے' اس لیے تعارف ابھی ہو جائے تو اچھا ہے۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے اپنا ہاتھ جسپال کی طرف بڑھا دیا۔ گلابی بھرا بھرا ہاتھ اس کے سامنے تھا۔ تبھی اس نے نمریتا کا ہاتھ تھامتے ہوئے اسے غور سے دیکھا' سفید گول چہرہ جس پر موٹے نقوش تھے' آنکھیں خاصی بڑی اور بال گھنگھریالے تھے۔ خاص طور پر اس کے گال بہت سرخ تھے۔ بھرے بھرے نرم بدن پر گلابی ٹی شرٹ اور نیلی جین تھی' اس کی رانیں بہت موٹی اور بھاری تھیں۔ پاؤں میں سفید سینڈل' جسپال نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔''کیسی لگی ہوں میں؟''

''کس حوالے سے؟'' جسپال نے شوخ سے انداز میں سوال کر دیا۔

''پہلی نگاہ میں دیکھنے کے حوالے سے' باقی خوبیاں تو شاید بعد میں کھلیں گیں۔'' یہ کہتے ہوئے وہ ہلکا سا قہقہہ لگا کر ہنس دی۔

''اچھی ہو' امید ہے کہ اچھی دوست بھی ثابت ہو گی۔'' جسپال نے کہا۔

''وہ تو ہوں۔ خیر......! کیشیو جی نے کہا ہے کہ آپ نے کم از کم چار دن تک باہر نہیں نکلنا اور اتنے دن گھر میں رہنے کی کوئی وجہ تو ہونی چاہیے۔ کیا پسند ہے آپ کو' اس کا بندوبست کر دیا جائے گا۔''

''کچھ نہیں' بس تم ڈرائیونگ پر دھیان دو' باقی باتیں بعد میں۔'' اس نے کہا اور سڑک پر دیکھنے لگا۔ نمریتا نے کاندھے یوں اچکائے جیسے اس کی بات کو وہ نظر انداز کر چکی ہو۔ پھر گاڑی کی اسپیڈ تیز کر دی۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ جالندھر شہر میں داخل ہو گئے لیکن پریتم کالونی تک جاتے ہوئے انہیں آدھے گھنٹے سے بھی زیادہ لگ گیا۔ یہ شہر کا وہ علاقہ تھا جہاں پرانے انداز کی رہائشی عمارتیں تھیں۔ تقسیم کے بعد یہی پوش علاقہ مانا جاتا تھا۔ اب آبادی کے بے تحاشہ بڑھنے کی وجہ سے وہ اندرون شہر میں آ گیا تھا۔ اس لیے اس علاقے میں کافی رش تھا۔ ایک بڑے سارے گھر کے وہ سامنے رکی' پھر ہارن کے جواب میں چوکیدار نے گیٹ کھولا تو وہ اندر چلا گیا۔ رات کے سائے ہر طرف پھیلے ہوئے تھے۔ دوسری منزل پر ایک کشادہ بیڈ روم میں اسے بٹھا کر نمریتا غائب ہو گئی تھی۔ کافی دیر بعد وہ آئی تو اس کے ساتھ ایک اور لڑکی تھی۔ نازک سی' تیکھے نقوش والی' اس نے شلوار قمیص پہنی ہوئی تھی۔ نمریتا اس کے پاس بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''جو کھانے میں پسند ہے اسے بتا دو...... یہ بنا دے گی۔''

''جو مل جائے۔'' جسپال نے پرسکون لہجے میں کہا تو نمریتا نے اسے کہا۔

''جاؤ......! جو تمہاری سمجھ میں آتا ہے بنا لو' بازار سے منگوا لو...... لیکن کھانا بہت اچھا ہونا چاہیے۔''

یہ سنتے ہی وہ لڑکی واپس چلی گئی تو نمریتا اسے یوں بیٹھا دیکھ کر بولی۔ ''جسپال......! یار کیا سوگوار سے بیٹھے ہو۔ جاؤ' جا کر فریش ہو جاؤ' پھر کھانا کھا کر جو چاہے کرنا۔ او کے۔''

اس پر جسپال نے اسے جواب نہیں دیا۔ بلکہ اٹھ کر واش روم کی طرف چلا گیا۔

آدھی رات سے زیادہ کا وقت گزر چکا تھا۔ جسپال کو سکون نہیں آ رہا تھا' نمریتا گپ شپ لگا کر اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔ اس کا سارا دھیان اوگی کی طرف تھا۔ جہاں سے ابھی تک اسے کوئی خبر نہیں ملی تھی۔ اس نے خود اس لیے رابطہ نہیں کیا تھا کہ نجانے وہ کس طرح مصروف ہوں گے اور وہ انہیں ڈسٹرب کرے۔ یہی سوچتے ہوئے اسے خیال آیا کہ کیوں نہ ہرپریت سے بات کرے۔ یہ خیال آتے ہی اس نے سیل فون اٹھایا' ہرپریت کے نمبر ڈائل کر دیئے۔ دوسری بیل پر اس نے فون اٹھا لیا۔

''کیسے ہو جسپال؟''

''میں ٹھیک ہوں...... تم سناؤ۔''

''میں بہت خوش ہوں۔ تم نے بلجیت کو جس بے رحمی سے مارا' اس سے مجھے بڑی خوشی ہوئی' وہ تھا ہی اس قابل' جالندھر ہی کے کسی ہسپتال میں ہے۔ امید نہیں ہے کہ وہ بچے گا۔''

''چلو اچھا ہے' لیکن میں چاہتا ہوں وہ زندہ رہے۔ مگر اپاہجوں والی زندگی گزارے' سناؤ' ابھی تک انوجیت نہیں آیا؟''

''گھر آ کر پھر گیا ہے' کسی جگہ کوئی بہت بڑی پنچائیت ہے' سنا ہے کہ اس میں رویندر سنگھ بھی آئے گا۔ یہ لوگ چاہ رہے ہیں کہ اسے سیاسی ایشو بنایا جائے' لیکن انوجیت لوگ چاہ رہے ہیں کہ یہ قانونی مسئلہ بنے۔ حویلی جلاتے پر ہی یہ واقعہ پیش آیا' میرے خیال میں' یہاں پنچائیت میں اس معاملے کو ٹھپ دیا جائے گا' اب دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔''

''معاملہ وقتی طور پر دبے یا نہیں' مجھے تم لوگوں کی فکر ہے۔ وہ کہیں قانونی شکنجے میں......''

''نہیں جسپال نہیں! تم ہماری فکر نہ کرو' سب ٹھیک ہو جائے گا۔''

''میں تمہیں بہت مس کر رہا ہوں۔'' اس نے اپنے دل کی بات کہی۔

''کاش میں تمہارے پاس ہوتی۔'' اس نے بھی کہہ دیا۔ تو دونوں کافی دیر تک یونہی گپ شپ کرتے رہے' پھر جسپال نے فون بند کیا اور سو گیا۔

صبح جب اس کی آنکھ کھلی تو نمریتا اس کے ساتھ بیڈ پر پڑی سو رہی تھی۔ اس نے مہین سی نائٹی پہنی ہوئی تھی' جس میں اس کا سارا بدن

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دکھائی دے رہا تھا۔ ایک لمحے کے لیے تو جسپال چکرا گیا کہ یہ اس قدر بولڈ ہو کر میرے ساتھ کیوں پیش آ رہی ہے' کیا ایسا سب کچھ کرنے کے لیے اسے کہا گیا ہے یا یہ خود سے ہی ایسا کر رہی ہے۔ یہی سوچتے ہوئے وہ باتھ روم میں گیا۔ اچھی طرح فریش ہونے کے بعد جب وہ واپس آیا تو نمریتا جاگ رہی تھی۔

''صبح بخیر جسپال......! میرے خیال میں تمہاری رات بہت اچھی گزری ہے۔''

''ہاں......! لیکن یہ تم کیا دکانداری چمکائے ہوئے ہو۔ جاؤ' کوئی ڈھنگ کے کپڑے پہن کر آؤ۔'' اس نے نمریتا کے چہرے پر دیکھتے ہوئے کہا۔

''اوہ......! یہ کہتے ہوئے وہ خود میں سمٹ گئی۔ حالانکہ ایسے سمٹنے سے کچھ فرق نہیں پڑا تھا۔'' وہ دراصل میں آئی تھی کہ تم سے اوگی کے بارے میں بات کروں' مگر تم سو رہے تھے۔''

''ہاں بولو...... کیا ہے اوگی کے بارے میں......'' اس نے تجسس سے پوچھا۔

''رات گئے تک وہاں پنچائیت چلی ہے' جس میں بلجیت سنگھ کا باپ رویندر سنگھ اور پولیس کی اعلیٰ حکام بھی تھے۔ ظاہر ہے کیشیو مہرہ کے ساتھ بہت سارے لوگ تھے' انوجیت کے بھی لوگ تھے۔''

''بنا کیا' وہ بتاؤ۔'' نے تنگ آ کر کہا۔

''کسی فیصلے کے بغیر وہ پنچائیت ختم ہو گئی لیکن یہ ثابت ہو گیا کہ بلجیت سنگھ کی شرارت کے باعث یہ حادثہ ہوا۔ اس کے بارے میں دلبیر سنگھ نے گواہی دی تھی۔ پولیس نے یہ کیس رجسٹرڈ کر لیا ہے۔ چوکی انچارج معطل ہو گیا ہے۔ اب کیس عدالت میں چلے گا' لیکن تمہاری گرفتاری کے بعد......'' نمریتا نے کہا تو وہ بولا۔

''اوہ...... خیر کوئی بات نہیں' وہ تو میری ضمانت ہو جائے گی۔''

''ہاں' اس کے لیے آج کوشش کی جائے گی' نکودر میں' لیکن اگر بلجیت نہ رہا تو صورت حال تبدیل ہو جائے گی' اس کے بارے میں اطلاع یہ ہے کہ وہ بچتا دکھائی نہیں دیتا۔''

''چلو جو بھی ہو گا وہ دیکھا جائے گا' تم جاؤ اور ناشتہ بھجواؤ' میں مزید تفصیل معلوم کرتا ہوں۔ نمریتا اس کے پاس سے اٹھ کر چلی گئی۔ وہ کچھ دیر اس موجودہ صورتحال کے بارے میں سوچتا رہا پھر کچھ سمجھ میں آیا کچھ نہ۔ جسپال نے اس وقت انوجیت کو فون کیا۔ وہاں سے بھی یہی معلومات ملیں جو نمریتا اسے دے چکی تھی۔ وہ کچھ دیر گپ شپ کے بعد رابطہ منقطع کر چکے تو ناشتے کے لیے بلاوا آ گیا۔

اس وقت نمریتا اسے اپنے بارے میں بتا رہی تھی کہ وہ مقامی کالج میں پڑھنے کے بعد اب آزاد ہے' وہ اپنے چاچا کے ساتھ رہتی تھی' سا کا چوراسی ہی میں اس کے والدین بھی مارے گئے۔ وہ اس لیے بچ گئی کہ وہ ان دنوں گاؤں میں اپنے چاچا کے پاس ہی تھی۔ اس کے دو بھائی بھی اس ظلم کی نذر ہو گئے۔ بچپن ہی سے یہ غصہ اس کے اندر تھا' اس نے باقاعدہ تعلیم کی ساتھ فریڈیم موومنٹ کو جوائن کیا اور اس کے لیے کام کرتی رہی' پھر ایک

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بار پولیس کے ہتھے چڑھ گئی۔ مگر کوئی جرم ثابت نہ ہوا۔ تب سے وہ پوری طرح اپنی تنظیم کے ساتھ چل رہی ہے۔ بظاہر وہ ایک کمپنی میں جاب کر رہی تھی۔ وہ باتوں میں مصروف تھے کہ کیشیو مہرہ کا فون آ گیا۔ کچھ دیر ادھر ادھر کی باتوں کے بعد اس نے کہا۔

''جسمیندر تم سے نیٹ پر رابطہ چاہتا ہے' یہ نمریتا سے کہو' تمہیں لیپ ٹاپ دے۔''

''او کے......! میں کہتا ہوں۔''

''پھر جو بھی صورتحال ہو' مجھے بتانا' میں جالندھر ہی میں ہوں اور تمہاری ضمانت کی کوشش تکودر میں ہو رہی ہے ورنہ پھر یہاں......''

''او کے......!'' میں نے کہا اور فون بند کر دیا۔ میں نے نمریتا سے لیپ ٹاپ لانے کو کہا تو وہ اٹھ گئی۔ میرے دل میں اچانک تجسس بیدار ہو گیا۔ کیونکہ جسمیندر نے جو مجھ سے براہ راست بات کرنا چاہی تھی' لازمی طور پر وہ بہت اہم تھی۔ ورنہ جہاں وہ کیشیو کو یہ پیغام دے سکتا تھا وہاں دوسرا کوئی پیغام بھی دے سکتا تھا۔ مجھے بے چینی ہونے لگی تھی' اور یہ بے چینی اس وقت عروج پر تھی جب وہ لیپ ٹاپ لے کر آ ئی' اس نے نیٹ ساکٹ میں پلگ لگا دیا۔

''نمریتا......! تم ایسا کرو' اچھی سی چائے بنا کر لاؤ۔''

میرے یوں کہنے سے صاف ظاہر تھا کہ وہ مجھے اکیلا چھوڑ دے۔ وہ سمجھ گئی۔ اور فوراً ہی واپس چلی گئی۔ کچھ دیر بعد میں آن لائن تھا اور خوش ہو گیا جب جسمیندر کو بھی آن لائن دیکھا۔ اس سے باتیں ہونے لگیں۔ کچھ دیر بعد اس نے کہا۔

''تم جانتے ہو کہ روبیندر سنگھ کا ایک بیٹا چندی گڑھ میں ہے اور بزنس کرتا ہے۔''

''ہاں میں جانتا ہوں۔'' یہ جواب دیتے ہی میرے بدن میں سنسنی پھیل گئی۔

''وہ سیکٹر سولہ میں رہتا ہے' لیکن اس کا آفس وہاں سے دور مال روڈ پر ہے۔''

''یہ مجھے نہیں معلوم۔''

''میں تمہیں معلومات دے رہا ہوں۔ اسے ذہن نشین کرنے کے بعد صاف کر دینا کمپیوٹر سے' تم وہاں جاؤ اور اس کا پتہ صاف کر دو۔''

''واؤ......!'' میں نے خوش ہوتے ہوئے جواب دیا۔

''اس بار تمہیں بہت محتاط رہنا پڑے گا۔ جالندھر اور اس کے گرد ونواح میں تمہاری تلاش بہت شدت سے شروع ہو گئی ہے۔ صرف پولیس والے ہی تلاش نہیں کر رہے بلکہ خفیہ والے بھی ہیں۔ یہاں معاملہ کیشیو مہرہ سے اوپر کا ہو گیا ہے۔ وہ نہیں سنبھال پائے گا۔ میں اس لیے بھی تمہیں جالندھر سے نکال رہا ہوں کہ وہ جدید ٹیکنالوجی استعمال کرتے ہوئے تم تک پہنچ سکتے ہیں۔ اس لیے بات مکمل ہوتے ہی چندی گڑھ کے لیے نکل جاؤ' تم کدھر جا رہے ہو' اس بارے میں نمریتا کو بھی معلوم نہ ہو۔''

''ٹھیک ہے۔''

''میں تمہیں ایک تصویر بھیج رہا ہوں' یہ لڑکی تمہارے ساتھ ہو گی۔ یہ لڑکی تمہیں جالندھر اسٹیشن پر ملے گی یا پھر چندی گڑھ اسٹیشن پر' اس کا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نمبر بھی میں بھیج رہا ہوں' میں پھر تمہیں کہہ رہا ہوں کہ بہت محتاط رہنا۔ ''معصوم سانپ'' کے ذاتی دوست تمہاری تلاش میں لگ چکے ہیں۔ ان کے بارے میں یہ نہیں معلوم کہ وہ ڈیوٹی پر ہیں یا اپنے دوست کا انتقام لینے کے لئے بغیر ڈیوٹی کے ہیں۔ جالندھر سے نکلنا اب تمہاری اپنی صلاحیت پر ہوگا۔ کیونکہ ممکن ہے تم یہاں دھوکا کھا جاؤ' میرے بندوں کے چکر میں کہیں تم رویندر سنگھ کے بندوں کے ہاتھ ٹریپ نہ ہو جاؤ' کسی پر اعتماد کیے بغیر ابھی نکل جاؤ۔''

تصویر تو بھیجو۔''

کچھ ہی دیر بعد تصویر آ گئی۔ وہ خوابیدہ آنکھوں والی لڑکی یوں دکھائی دے رہی تھی جیسے ابھی سو کر اٹھی ہو۔ سفید' گلابی اور پیلے پھولوں والی قمیص پہنے' کھلے گیسوؤں کے ساتھ' اس کے چہرے کی معصومیت دیدنی تھی۔ لگ ہی نہیں رہا تھا کہ وہ کسی سنڈیکیٹ' ریکٹ یا خفیہ تنظیم کے ساتھ کام کرتی ہوگی' اس کا چہرہ دیکھ کر تو یوں لگ رہا تھا جیسے وہ معصوم سی اسکول ٹیچر ہو' جو سوئی چبھنے پر بھی واویلا مچا دے۔ اس کا چہرہ ایسا تھا کہ جسے ایک بار دیکھا جائے تو وہ تادیر ذہن نشین رہے۔ اس کا معصوم چہرہ دیکھ کر مجھے تازگی کا احساس ہوا تھا۔ چند لمحوں کے لیے تو میں بھول گیا کہ میں کہاں بیٹھا ہوں اور کن الجھنوں میں گھرا ہوا ہوں۔

''اوکے گڈ لک جسپال...... ! چنڈی گڑھ پہنچو۔ وہاں باتیں ہوں گی۔''

''ٹھیک ہے' میں ابھی نکلتا ہوں۔'' میں نے جواب دیا تو وہ آف لائن ہو گیا۔ اس نے جو مجھے ضروری معلومات بھیجی تھیں' انہیں دیکھتے ہوئے مجھے تقریباً ایک گھنٹہ لگ گیا۔ جسمیندر نے یہ بڑے اہم وقت پر میری توجہ اس طرف دلائی تھی۔ وہ لوگ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ بلجیت سنگھ کا معاملہ حل ہوئے بغیر میں کوئی اور کارروائی کا سوچ سکوں گا لیکن اس کے ساتھ ساتھ پہلی بار جسمیندر نے مجھے اس قدر محتاط رہنے کا کہا تھا۔ میں نے اس کی طرف سے دی گئی تمام معلومات ختم کر دیں' میں نے چنڈی گڑھ نہیں دیکھا تھا' اور نہ ہی اس بارے میں اتنی معلومات تھیں۔ سنا تھا کہ وہ جدید شہر ہے' جسمیندر کی دی ہوئی معلومات میرے ذہن نشین ہو گئی تھیں۔ اس سے پہلے مجھے بھارتی ریلوے کا تجربہ نہیں تھا۔ اک نیا جہان میرے سامنے وا ہونے کو تھا۔ اس لیے میں اپنے بدن میں سنسنی محسوس کر رہا تھا' مجھے اب نمرتا کی نگاہیں بچا کر نکلنا تھا۔ فی الحال تو وہ چائے لینے گئی تھی۔ میں سوچ رہا تھا کہ یہاں سے کیسے نکلوں' انہی لمحات میں جبکہ میں وہاں سے نکلنے کے لیے سوچ رہا تھا۔ نمرتا حواس باختہ سی کمرے میں داخل ہوئی' وہ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن پھولے ہوئے سانس کی وجہ سے کہہ نہیں پا رہی تھی' اچانک ہی میرے دماغ میں خطرے کی گھنٹی بج گئی۔

☆......☆......☆

(امجد جاوید کا یہ دلچسپ اور طویل ناول ابھی جاری ہے، باقی واقعات اگلی قسط میں پڑھیے)

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY